رسالہ

یقظۃ النائمین

(در وحدت الوجود)

تالیف

حضرت شاہ حمزہ برکاتی

(متوفی ۱۱۹۸ھ [illegible])

تصحیح

پروفیسر نثار احمد فاروقی

سابق صدر شعبۂ عربی دہلی یونیورسٹی دہلی

کتب خانہ رضا رامپور (ہند)

رسالۀ

یَقْظة النّائمین

(در وحدت الوجود)

تألیف

حضرت شاه حامد هرگامی رحـ

(متوفی ۱۱۱۸ ھ/ ۱۷۰۶ م)

تصحیح

پرفسور نثار احمد فاروقی

رئیس بخش زبان و ادبیات عربی، دانشگاه دهلی

۱۹۹۶ م / ۱۴۱۶ ھ

کتابخانۀ رضا رامپور (هند)

سلسلہ انتشارات کتابخانہ رضارام پور

نام کتاب	:	رسالہ **یقظة النائمین** (فارسی)
تالیف	:	حضرت شاہ حامد ہرگامی (م ۱۱۱۸ھ/ ۱۷۰۶ء)
بہ تصحیح و مقدمہ	:	پروفسور نثار احمد فاروقی
ناشر	:	دکتر وقار الحسن صدیقی
		افسر ویژۂ امور کتابخانہ رضارام پور
سال انتشار	:	۱۴۱۷ھ / ۱۹۹۷ء
مطبع	:	دایموند پرنترز، دهلی
قیمت	:	-/ ۸۰ روپیہ هندی یا ۸ دلار آمریکی یا ۵ پوند انگلیسی

تقدیم

رسالہ "**یقظة النائمین**" مؤلفہ حضرت شاہ حامد ہرگامی جسے پروفیسر نثار احمد فاروقی صاحب نے نہایت عمدگی کے ساتھ تصحیح و مقدمہ سے مزین کیا ہے، تصوف سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لیے ایک گرانقدر تحفے کی حیثیت رکھتا ہے۔ پروفیسر فاروقی کو داد دینی چاہیے کہ وہ اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود جب بھی لائبریری تشریف لائے علوم و فنون کے اس بحر زخار سے گوہر نایاب تلاش کر کے صاحبان ذوق کی خدمت میں پیش کرتے رہے ہیں۔ ان کی عالمانہ حیثیت مسلم ہے، اس بارے میں مجھے کچھ بھی نہیں کہنا ہے۔ میں تو موصوف کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے اپنی دور رس نگاہوں سے ان گم شدہ اوراق کو پرکھ لیا اور ان کی تصحیح و تدوین کی ذمہ داری بخوبی نبھائی ہے۔

رام پور رضا لائبریری بورڈ کے رکن اور لائبریری جرنل کے مدیر اعلیٰ کی حیثیت سے موصوف نے اس لائبریری کی ترقی کے لیے جو خدمات انجام دی ہیں وہ ناقابل فراموش رہیں گی۔

اگرچہ یہ رسالہ بے حد مختصر ہے، لیکن اس میں تصوف خاص کر وحدت الوجود کے موضوع پر اہم معلومات فراہم کی گئی ہیں، امید ہے رضا لائبریری کے اس مخطوطے کی اشاعت کو اہل علم قدر کی نگاہوں سے دیکھیں گے۔

(ڈاکٹر) وقار الحسن صدیقی

مقدمہ

حضرت شیخ محب اللہ الہ آبادی (وفات ۹ رجب ۱۰۵۸ھ / ۳۰ جولائی ۱۶۴۸ء) ہندوستانی صوفیہ میں فلسفہ وحدت الوجود کے بہت بڑے مبلغ مانے جاتے ہیں انھوں نے شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی (ف ۶۳۸ھ / ۱۲۴۰ء) کی تصانیف کی شرح بھی لکھی ہے انھیں سلسلہ چشتیہ صابریہ کے بزرگ حضرت شیخ ابو سعید گنگوہی (ف ۲ / ربیع الثانی ۱۰۴۰ھ) سے خلافت و اجازت حاصل تھی۔

حضرت شیخ محب اللہ الہ آبادی سے دارا شکوہ (ف ۱۶۵۹ء) بھی عقیدت رکھتا تھا' شیخ کے نام اس کے خطوط بھی ملتے ہیں۔ حضرت کی خانقاہ اور مسجد بھی بہادر گنج الہ آباد میں دارا شکوہ نے تعمیر کرائی تھی۔

شیخ کے متعدد خلفاء تھے۔ ان میں حضرت شاہ محمدی فیاض (ملقب بہ فیاض دہر) نہایت ممتاز ہوئے۔ وہ موضع کرچہ (علاقہ خیر آباد ضلع سیتا پور) کے باشندے تھے۔ ۱۴ / شوال ۱۰۲۲ھ / ۲۶ / نومبر ۱۶۱۳ء کو وہیں پیدا ہوئے۔ رسمی تعلیم کے بعد حضرت شیخ محب اللہ الہ آبادی کی خدمت میں ۱۴ سال تک رہے اور ان سے چشتیہ صابریہ سلسلے میں بیعت کر کے خلافت و اجازت پائی۔ ان کے والد شیخ محمد عیسیٰ ہرگامی (وفات ۳ / صفر ۱۰۵۴ھ / ۱۰ اپریل ۱۶۴۴ء) تھے۔ ان کی وفات کے بعد کچھ زمانے تک ہرگام میں قیام کیا' پھر سیر و سیاحت کے لیے نکل پڑے۔ شیخ محب اللہ نے آپ کو آگرے میں قیام کرنے کا حکم دیا تھا۔ یہاں ۱۰۶۰ھ / ۱۶۵۰ء میں تشریف لائے۔ مگر بعض مخالفوں نے شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کو شاہ محمدی کے عقائد کی طرف سے بدظن کر دیا تھا۔ اس لیے بیشتر زمانہ آپ نے سیر و سیاحت میں گزارا' اسی دوران امروہہ تشریف لائے اور یہاں نکاح کر کے بس گئے۔ آپ نے ایک سرائے بھی بنوائی تھی جو آج تک امروہہ میں 'محمدی سرائے' کے نام سے مشہور ہے۔۵

اورنگ زیب نے آپ کو جلاوطن کرنے کے خیال سے یہ حکم دیا کہ حج بیت اللہ کے لیے چلے جائیں۔ چنانچہ آپ اپنی اہلیہ کو ساتھ لے کر ۱۰۹۰ھ / ۱۶۷۹ء میں سفر حج پر روانہ ہوئے اور دو سال وہاں رہ کر دو حج کیے۔ یہاں آپ کے دو صاحبزادے بھی پیدا ہوئے' ایک مکہ معظمہ میں' ان کا نام سعد محمد مکی

رکھا، دوسرے مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اس لیے روشن محمد مدنی کہلائے۔۶

۱۰۹۳ھ/۱۶۷۹ء میں حج بیت اللہ سے واپس آئے تو مخالفوں نے پھر شور و غوغا کیا۔ شیخ محب اللہ الہ آبادی کی کتاب "تسویہ" ان کو بھیجی گئی اور کہا گیا کہ اس کے مشمولات کو شریعت کے مطابق ثابت کریں، ورنہ اسے جلادیں اور شیخ محب اللہ کی بیعت سے توبہ کریں۔ شاہ محمدی نے بیعت فسخ کرنے سے انکار کردیا۔ بہ ظاہر اسی سبب سے یا کسی اور وجہ سے انھیں شہنشاہ کے حکم سے قلعہ گوالیار میں قید کردیا گیا۔ تاریخ ہرگام میں لکھا ہے کہ اصل سبب آپ سے داراشکوہ کی عقیدت تھا۔ یہاں سے اورنگ آباد کے قلعے میں منتقل کیے گئے اور اسیری کی حالت میں ہی انتقال ہوا (۳/ رجب ۱۱۰۷ھ/۶/ فروری ۱۶۹۶ء) ۸۵ سال ۸ ماہ، ۹ دن کی عمر پائی۔ وصیت کے مطابق تابوت اورنگ آباد سے آگرے لاکر ۱۴/ شوال ۱۱۰۷ھ/۱۷/ مئی ۱۶۹۶ء کو ہینگ منڈی آگرہ میں دفن کیا گیا۔ یہ مزار اب ایک حویلی کے اندر آگیا ہے۔ اب یہ جگہ موتی کٹرہ سید والی گلی کہلاتی ہے۔

حضرت شاہ محمدی فیاض کے تین بھائی اور تھے۔ شاہ عبدالجلیل، شاہ عبدالخالق اور شاہ حامد ہرگامی۔ یہی آخرالذکر اس رسالہ یقظ النائمین کے مصنف ہیں۔

شاہ حامد ہرگامی خود کو سودائی لکھتے ہیں۔ ممکن ہے یہ ان کا تخلص ہو۔ ان کی ولادت ہرگام میں ہوئی اور وہیں ۱۱/ رجب ۱۱۱۸ھ/ ۱۸/ اکتوبر ۱۷۰۶ء کو وفات پائی۔

ان کے فرزند شاہ عضد الدین چشتی (ف ۲۷/ رجب ۱۱۷۲ھ/ ۲۵/ مارچ ۱۷۵۹ء) حضرت شاہ محمدی فیاض کے خلیفہ ہوئے۔ یہ عربی، فارسی کے علاوہ سنسکرت کے بھی عالم تھے اور فارسی و ہندی میں شعر کہتے تھے۔ فارسی میں عضدی تخلص تھا۔

ان کی تصانیف میں کتاب مقاصد العارفین فلسفہ تصوف پر اعلیٰ پائے کی کتاب سمجھی جاتی ہے۔ یہ راقم الحروف کی تصحیح اور مقدمے کے ساتھ عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (ٹونک) راجستھان سے ۱۹۸۴ء میں طبع ہو چکی ہے۔ دوسری ضخیم اور قابل قدر تصنیف قوۃ الکلام فن لغت میں ہے۔ اس کا ایک فارسی خطی نسخہ رضا لائبریری رام پور میں محفوظ ہے۔

حضرت شاہ عضد الدین نے تصوف اور ویدانت کے تقابلی مطالعے کے موضوع پر ایک کتاب ستیہ سرور (सत्य सरोवर) سنسکرت زبان میں بھی لکھی تھی۔ یہ اب ناپید ہے۔

مناسب ہوگا کہ زیر نظر رسالے کے مصنف کا واضح طور پر تعارف کرانے کے لیے چند باتیں ان کے سلسلۂ طریقت سے متعلق بھی لکھ دی جائیں۔۱۰

مصنف رسالہ یقظتہ النائمین شاہ حامد ہرگامی کے فرزند حضرت شاہ عضد الدین چشتی علیہ الرحمہ کی خانقاہ امروہہ میں ہے۔ ان کے فرزند شاہ معزالدین عرف میاں موج جانشین ہوئے۔ دوسرے خلیفہ حضرت شاہ عبد الہادی چشتی امروہوی (ف ۴ر رمضان ۱۱۹۰ھ ر ۱۶ر اکتوبر ۱۷۷۶ء) ہیں۔ ان کی درگاہ بھی امروہہ میں جانب شمال واقع ہے۔ حضرت شاہ عبد الہادی چشتی سے پہلی خلافت ان کے پوتے حضرت قیوم زمانی خواجہ شاہ عبد الباری چشتی علیہ الرحمہ (ف ۱۱ر شعبان ۱۲۲۶ ھ ۳۰ر اگست ۱۸۱۱ء) کو ملی۔ ان کے برادر خرد خواجہ شاہ دوست محمد علیہ الرحمہ (ف ۱۳ر ذی قعدہ ۱۲۲۹ھ ر ۲۶ر اکتوبر ۱۸۱۴ء) بھی جن کی درگاہ موضع براہی پرگنہ سنبھل (نزد سرسی مخدوم پور) میں ہے' حضرت شاہ عبدالہادی کے خلیفۂ مجاز تھے۔ حضرت شاہ محمد مکمل مراد آبادی (ف ۱۲۳۰ھ ر ۱۸۱۵ء) بھی ان سے خلافت رکھتے تھے۔

حضرت شاہ عبدالباری کے متعدد خلفاء میں حضرت سید عبد الرحیم فاطمی ولایتی شہید معرکہ بالاکوٹ (شہادت ۱۰ر مئی ۱۸۳۱ء) تھے جنھیں حضرت سید احمد بریلوی کی تحریک جہاد میں خانقاہ ہادویہ کی جانب سے نامزد کرکے بھیجا گیا تھا' وہ جہاد کرتے ہوئے حضرت سید احمد رائے بریلوی اور مولانا محمد اسمٰعیل دہلوی کے ساتھ ہی پنجتار علاقہ بالاکوٹ (سرحد) میں شہادت پر فائز ہوئے تھے۔

حضرت شاہ عبد الرحیم ولایتی سے بیعت کرنے اور اجازت پانے والوں میں میاں جی نور محمد جھنجھانوی (ف ۴ر رمضان ۱۲۵۹ھ ر ۷ر ستمبر ۱۸۴۳ء) ہیں اور میاں جی سے حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (ف ۱۳ر جمادی الثانی ۱۳۱۷ھ ر ۱۸ر اکتوبر ۱۸۹۹ء مدفن جنت المعلی مکہ مکرمہ) سے سیکڑوں حضرات کو خلافت ملی۔ ان میں مولانا رشید احمد گنگوہی (ف ۱۱ر اگست ۱۹۰۵ء) مولانا محمد قاسم نانوتوی (ف ۱۵ر اپریل ۱۸۸۰ء ر ۴۔ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۷ھ ر) مولانا محمود حسن دیوبندی (ف ۱۸ر ربیع الاول ۱۳۳۹ھ ر ۳۰ر نومبر ۱۹۲۰ء) مولانا عبدالسمیع بیدل رام پوری (ف محرم ۱۳۱۸ھ ر یکم مئی ۱۹۰۰ء) حافظ انوار اللہ خاں فضیلت جنگ' بانی جامعہ نظامیہ حیدر آباد (ف ۱۳۳۶ھ ر ۱۹۱۷ء) حضرت شاہ سلیمان پھلواروی (۳ر صفر ۱۳۵۴ھ ر ۲۱ر مئی ۱۹۳۵ء) حضرت صوفی مہر علی شاہ گولڑہ (ف ۱۱ر مئی ۱۹۳۷ء) اور متعدد ممتاز شخصیات کے نام آتے ہیں۔

(۲)

سلسلہ چشتیہ کے اس مختصر تعارف سے یہ ظاہر ہوگیا کہ حضرت شاہ حامد ہرگامی اسی سلسلہ عالیہ کی ایک اہم شخصیت حضرت عضد الدین جعفری مصنف مقاصد العارفین وقوۃ الکلام کے والد بزرگوار ہیں۔

حضرت شاہ حامد ۹؍ ربیع الثانی ۱۰۲۲ھ؍ ۲۸؍ مئی ۱۶۱۳ء کو ہرگام (سیتاپور) میں پیدا ہوئے تھے۔ انھوں نے سید عظمت اللہ بن مولانا فضل اللہ (شاگرد شیخ عبدالحق محدث دہلوی) سے علوم رسمیہ کی تحصیل کی، اور حضرت شاہ محب اللہ الہ آبادی سے بیعت ہوئے۔ ان کے برادر بزرگ حضرت شاہ محمدی فیاض نے ۱۰۷۳ھ؍ ۶۳-۱۶۶۲ء میں امروہہ میں حضرت شیخ فیض اللہ علوی کی صاحبزادی سے عقد کرلیا تھا، شاہ حامد نے ان کی دوسری صاحبزادی سے نکاح کیا اور وہ بھی امروہہ میں رہنے لگے تھے، مگر ہر سال اپنے بھائی شاہ عبدالجلیل اور شاہ عبدالخالق سے ملنے کے لیے ہرگام جایا کرتے تھے۔ ۱۱۱۸ھ میں وہیں گئے ہوئے تھے کہ ۱۱؍ رجب ۱۱۱۸ھ؍ ۱۸؍ اکتوبر ۱۷۰۶ء کو انتقال ہوگیا۔ ہرگام ہی میں مدفون ہیں۔ **دخل الجنة** سے تاریخ وفات نکلتی ہے۔

شاہ حامد ہرگامی کے مختصر حالات ان کے فرزند حضرت شاہ عضد الدین نے مقاصد العارفین میں لکھے ہیں :

"چون والد گرامی مرا در خدمت شریف مجلس عالی قبلہ گاہ ارشاد پناہ قدوۃ العارفین، امام المحققین، شیخ کامل، دریائے شامل شیخ محمدی ابن شیخ عیسیٰ ہرگامی نور اللہ مرقدھما بیشتر ایام صحبت حاصل بود و انچہ انوار لوامع معانی عالیہ قدسیہ از مشرق زبان دربار آن قبلہ ارباب صدق و صفا طلوع می نمود بر آئینہ صافی ضمیر پدر بزرگوار و دیگر آئینہ داران محفل متعال آن آفتاب معرفت و کمال عکس انجلاء میگرفت بعد وفات شیخ کامل نور اللہ مرقدہ والد سطورے چند در تحقیق بعضے مقدمات صوفیہ صافیہ کثر اللہ برکاتھم نوشتہ بود در ۱۱۱۱ھ یک ہزار و یک صد و یازدہ باین کمترین خلائق حوالہ فرمودہ تا بہ عبارت منضبط و معانی منبسط آن مقدمات را

چونکہ میرے والد بزرگوار کو قبلہ گاہ ارشاد پناہ قدوۃ العارفین، امام المحققین شیخ کامل، دریائے شامل شیخ محمدی ابن عیسیٰ ہرگامی نور اللہ مرقدھما کی مجلس عالی میں اکثر صحبت حاصل تھی اور معانی کے جو انوار اس قبلہ ارباب صدق وصفا کی زبان کے مشرق سے طلوع ہوتے تھے وہ پدر بزرگوار کے آئینہ ضمیر میں اور دوسرے اہل مجلس کے آئینہ دل میں عکس پذیر ہوتے تھے۔ شیخ کامل کی وفات کے بعد میرے والد بزرگوار نے بعض مقامات صوفیہ کی تحقیق قلمبند کرلی تھی۔ ۱۱۱۱ھ میں وہ انھوں نے اس کمترین کے حوالے کی تاکہ اسے مربوط اور سلیس زبان میں لکھ کر واضح کیا جاسکے۔

اس طرح حقائق و دقائق پر مشتمل ایک تازہ

واضح نماید کہ کتابے جدید حقائق ودقائق ترتیب ونڈوین یافتہ درعالم یادگارے باقی ماند۔"   کتاب زمانے میں یادگار ہو جائے۔

اس عبارت سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔ شاہ حامد ہرگامی اپنے برادر بزرگ شاہ محمدی فیاض کی خدمت میں مدت تک رہے۔ ان کے انتقال (۱۱۰۷ھ ر ۶ر فروری ۱۶۹۶ء) کے بعد انھوں نے اپنے بھائی سے وحدت الوجود کے موضوع پر سنی ہوئی بعض باتوں کو ایک مختصر رسالے کی صورت میں لکھا اور ۱۱۱۱ھ ر ۱۶۹۹ء میں یہ رسالہ اپنے فرزند اکبر حضرت شاہ عضد الدین چشتی کو دیا کہ وہ ان نکات کو مزید شرح و بسط سے لکھیں۔ شاہ عضد الدین نے ۱۱۱۵ھ ر ۱۷۰۳ء میں مقاصد العارفین نامی کتاب لکھنی شروع کی اور ۱۱۲۴ھ ر ۱۷۱۲ء میں اس کی تکمیل کی۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ یقظتہ النائمین وہی مختصر رسالہ ہے جو شاہ حامد نے ۱۱۰۷ھ ر ۱۶۹۶ء کے بعد اور ۱۱۱۱ھ ر ۱۶۹۹ء سے قبل لکھ لیا تھا اور جو ان کے فرزند حضرت شاہ عضد الدین کی تصنیف مقاصد العارفین کی بنیاد بنا۔

یقظتہ النائمین کا یہ نسخہ رام پور رضا لائبریری میں محفوظ ہے اور فی الحال اس کا دوسرا کوئی نسخہ کسی اور کتاب خانے میں موجود ہونا معلوم نہیں۔ اس نسخے کے خط کی روش، اغلاط کتابت کے فقدان اور حاشیے پر آیات قرآنی کے فارسی زبان میں تراجم، نیز دو جگھوں پر چند الفاظ کے حاشیہ پر اضافہ کرنے سے یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ اس نسخے کی تحریر یا تو خود شاہ حامد ہرگامی کے قلم سے ہے یا اسے حضرت شاہ عضد الدین نے لکھا ہے۔ اس اعتبار سے بھی یہ مختصر سا رسالہ بہت اہم ہو جاتا ہے۔

اورنگ زیب عالمگیر کے عہد (۱۶۵۹ء تا ۱۷۰۷ء) میں حضرت شیخ محب اللہ الہ آبادی کی تصانیف اور ان کے ہم مشرب صوفیہ کے خیالات نے جو شورش پیدا کردی تھی، اس کے سبب سے ہی حضرت محمدی فیاض کو اپنی عمر کا آخری زمانہ قید و بند میں گزارنا پڑا، اور اسی کے اثرات ان چند اوراق میں نظر آرہے ہیں، چنانچہ ایک موقع پر شاہ حامد لکھ رہے ہیں :

"می ترسم کہ معاندان درپس اندو اظہار راز ازبس قبیح نہ مستحسن"

اس رسالے کے زمانہ تصنیف کا تعین مقاصد العارفین کے مقدمہ ہی سے ہوتا ہے اور اس بات کا داخلی قرینہ ہے کہ نسخہ رام پور کو حضرت شاہ حامد ہرگامی کے فرزند حضرت شاہ عضد الدین نے اپنے قلم سے نقل کیا ہے۔ انھیں یہ رسالہ ۱۱۱۱ھ میں اپنے والد بزرگوار سے ملا تھا۔ اس میں شاہ فتح قلندر کو قدس سرہ لکھا ہے۔ حالانکہ وہ ۱۱۱۱ھ میں زندہ تھے۔ شاہ حامد اور فتح قلندر دونوں کا انتقال ۱۱۱۸ھ میں ہوا

ہے۔ جب یہ رسالہ شاہ عضد الدین نے نقل کیا ہے اس وقت قدس سرہ کا اضافہ کیا ہوگا۔

چونکہ مقاصد العارفین کی تالیف کا کام ۱۱۲۴ھ میں شروع ہوا تھا اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یقظتہ النائمین کا یہ نسخہ ۱۱۱۸ھ اور ۱۱۲۴ھ کے درمیان کسی سال میں لکھا گیا ہوگا۔

اس رسالے میں نظامی گنجوی' سعدی شیرازی' مولانائے روم' حافظ شیرازی اور شیخ فریدالدین عطار کے اشعار درج ہوئے ہیں۔ ایک پنکتی کبیر داس کے دوہے کی بھی آئی ہے۔

معاصر شخصیتوں میں صرف شاہ قلندر اور دارا شکوہ کا نام آیا ہے۔

شاہ فتح قلندر جون پور کے رہنے والے تھے۔ انھوں نے اپنے چچا شاہ عبدالقدوس سے تعلیم حاصل کی اور سلوک طے کیا ان کی وفات کے بعد شاہ مجتبیٰ عرف شاہ مجا قلندر لاہرپوری کی خدمت میں رہے' اور ان سے خلافت پائی۔ ۱۱۱۸ھ ر ۷-۱۷۰۶ء میں انتقال ہوا۔ مزار قلندر پور (ضلع اعظم گڑھ) میں ہے۔ ۱۵

شاہ مجا قلندر بھی حضرت شاہ عبدالقدوس جونپوری کے مرید و خلیفہ تھے۔ انہوں نے ۶۳ برس عمر پاکر ۱۵ ر ربیع الاول ۱۰۸۴ھ ر ۳۰ ر جون ۱۶۷۳ء کو لاہرپور میں انتقال کیا اور وہیں مزار ہے۔ ۱۶

شاہ فتح قلندر کے ایک فرزند شاہ قلندر اللہ کا حال "ذکر جمیع اولیائے دہلی" مؤلفہ حبیب اللہ میں ملتا ہے۔ اس کا بیان ہے کہ یہ سلسلہ سہروردیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ جوانی میں برہان پور چلے گئے تھے' وہاں سے خیر آباد آئے اور چندے وہاں رہ کر دہلی آگئے' یہاں آزادانہ و قلندرانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ اکثر سید نورالدین مبارک غزنوی کے مقبرے کی سامنے والی برج میں رہتے تھے۔ ۱۲ ر محرم ۱۱۳۰ھ ر ۱۵ ر دسمبر ۱۷۱۷ء کو دہلی میں انتقال ہوا اور اپنے بنائے ہوئے "تکیہ قلندریہ" میں دفن کیے گئے۔ ۱۷

شہزادہ دارا شکوہ تصوف کی طرف گہرا میلان رکھتا تھا' قادری سلسلے میں بیعت بھی تھا۔ اپنے عہد کے ممتاز مشائخ مثلاً شیخ محب اللہ الہ آبادی اور شیخ محمدی فیاض وغیرہ سے خط و کتابت کا سلسلہ بھی تھا۔ ان کی خدمت میں حاضر بھی ہوتا تھا۔ یہی نہیں وہ ہندو جوگیوں اور سنیاسیوں سے بھی استفادہ کرتا تھا' اور ان کے پاس اپنے سوالات لکھ کر بھیجتا تھا۔ اس کی تصانیف میں سفینتہ الاولیاء اور مجمع البحرین شائع ہوچکی ہیں۔ مؤخر الذکر کتاب تصوف اور ویدانت کے تقابلی مطالعہ کے موضوع پر آج تک بے مثال کتاب ہے۔

اس طرح یہ مختصر سا رسالہ کئی اعتبار سے بہت اہم ہو جاتا ہے۔

(الف) اس میں مسئلہ وحدت الوجود کا بیان ہوا ہے' اس سے شاہ حامد ہرگامی کا مسلک وجودیہ **معلوم ہوتا** ہے۔

(ب) انھوں نے اس میں چند باتیں وہ لکھی جو اپنے برادر بزرگ اور مرشد حضرت شاہ محمدی کی زبان مبارک سے سنی تھیں۔ شاہ محمدی کی "عادت تھی کہ زیادہ تر ہندوستانی زبان میں گفتگو کرتے' مخاطب خواہ عرب ہوتا یا ایرانی۔ مگر انداز گفتگو ایسا موثر اور دل کش تھا کہ ہندی زبان سے ناواقف بھی آپ کے کلام کو اچھی طرح سمجھ لیتا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ عربی یا فارسی میں کلام نہیں فرماتے' ارشاد ہوا کہ میں ہندوستان میں پیدا ہوا ہوں' میری مادری زبان ہندی (یعنی اردو) ہے' دوسری زبانیں مجازی ہیں۔ اصل کو چھوڑنا کیا ضرور"! (تذکرہ الکرام' ص ۱۰۶)

اس سے ظاہر ہے کہ شاہ حامد نے یہ نکات اردو زبان میں سن کر فارسی میں قلمبند کیے ہوں گے۔

(ج) پھر انھوں نے یہ مختصر سا رسالہ ۱۱۱۱ھ میں اپنے فرزند حضرت شاہ عضد الدین کو دیا اور فرمائش کی کہ ان اشاروں کو شرح و بسط کے ساتھ لکھیں تو انھوں نے ۱۱۱۵ھ سے ۱۱۲۴ھ تک ۸-۹ سال کے عرصے میں کتاب مقاصد العارفین تصنیف کی۔

اس طرح یہ رسالہ ایک بڑی کتاب کی بنیاد اور اس کا بڑا محرک بن گیا۔ ابھی تک حضرت شاہ حامد ہرگامی کی کوئی تحریر بھی دریافت نہیں ہوئی تھی۔

یہاں کتاب کے متن کے ساتھ اس کا عکس بھی درج کیا جاتا ہے۔ **وماتوفیقی الاباللہ العلی العظیم**

۱۳ر ذی قعدہ ۱۴۱۶ھ

۳۱ر مارچ ۱۹۹۶ء

(نثار احمد فاروقی)

حواشی

۱۔ حضرت شیخ محب اللہ الہ آبادی کے حالات میں معاصر بیان عبدالرحمٰن چشتی مولف مرآۃ الاسرار' کا ہے' اس کے خطی نسخے ملتے ہیں' ایک اچھا خطی نسخہ کتب خانہ روضتین گلبرگہ میں بھی محفوظ ہے۔ فارسی متن ابھی تک نہیں چھپا ہے' اردو ترجمہ شائع ہو گیا ہے (صوفی فاؤنڈیشن لاہور ۱۹۸۲ء) شیخ کی تصانیف خصوصاً ابن عربی کی شرحوں کے لیے ملاحظہ ہو :

سید عبدالحی : **الثقافته الاسلامیه فی الہند- طبع دمشق ۱۹۵۸ء ص ۱۸۷**

۲۔ شیخ کے حالات میں ایک کتاب' ذکر المعارف' مولفہ شوکت حسین رضوی ۱۳۴۲ھ ر ۱۹۲۳ء میں مطبع رضوی الہ آباد سے چھپی تھی۔

۳۔ اس مسجد میں کتبہ موجود ہے جس سے ہمارے بیان کی تائید ہوتی ہے۔ ذکر المعارف میں یہ کتبہ نقل ہوا ہے۔

۴۔ حضرت شاہ محمدی فیاض کے حالات میں سب سے اہم کتاب مقاصد العارفین (فارسی) مصنفہ شاہ عضد الدین چشتی امروہی (طبع ٹونک ۱۹۸۴ء) ہے۔ نیز دیکھیے : مفتاح الخزائن (حالات وملفوظات حضرت شاہ عبدالہادی چشتی) جس کا فارسی متن راقم الحروف کی تصحیح اور مقدمہ کے ساتھ انجمن فارسی دہلی نے ۱۹۹۰ء میں شائع کیا تھا' اس کا اردو ترجمہ بھی زیر طبع ہے۔

۵۔ ملاحظہ ہو : محمود احمد عباسی : تذکرۃ الکرام (طبع دہلی ۱۹۳۲ء) ص ۱۰۳

"آغاز ۱۰۶۰ھ ر ۱۶۵۰ء میں اکبر آباد (آگرہ) پہنچے' عہد شاہ جہانی کا یہ آخری زمانہ تھا۔ ۱۰۶۸ھ ر ۱۶۵۸ء میں جب شہنشاہ محی الدین اورنگ زیب عالمگیر سریر آرائے سلطنت ہوئے مقربان بارگاہ نے شاہ صاحب کی طرف سے بادشاہ کو بدظن کرنا شروع کیا۔ مخالفین نے طرح طرح کے اتہام لگائے' علماء سوء نے فتاوائے کفرو الحاد کا بازار گرم کردیا۔ یہ دیکھ کر آپ نے اس زمانے یعنی ۱۰۷۰ھ میں ہندوستان کا ایک طویل سفر اختیار کیا۔ آگرے سے روانہ ہو کر دہلی' پانی پت' کرنال' گنگوہ ہوتے ہوئے بہ عہد حکومت محمد قاسم خاں میر آتش مراد آباد تشریف لائے۔"

شاہ محمدی کا مختصر حال کتب اسرار یہ کشف صوفیہ' مؤلفہ سید کمال سنبھلی (ولادت ربیع الاول

۱۰۱۱ھ / اگست ۱۶۰۲ء) قلمی نسخہ رضا لائبریری رام پور مکتوبہ ۱۳۲۰ھ / ۱۹۰۲ء (تذکرہ فارسی ۲۳۰۷) میں بھی ملتا ہے۔ ورق ۳۰۲ ب
نیز دیکھیے : انوار العارفین، مولفہ صوفی محمد حسین مراد آبادی،
نخبتہ التواریخ مولفہ آل حسن مودودی امروہوی، نزہتہ الخواطر مولفہ سید عبدالحی رائے بریلوی جلد ۶ / ۲۶۶ انوار العارفین

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں صاحبزادوں کو موضع سرسہ خمار (پرگنہ امروہہ) میں کچھ زمین معافی میں ملی تھی، اس سے متعلق عہد محمد شاہ کا ایک فرمان نوشتہ ۱۰ / شعبان سنہ ۳ (جلوس محمد شاہی) مطابق ۵ / جون ۱۷۲۱ء) تذکرۃ الکرام (ص ۱۰۹) میں نقل ہوا ہے۔ اس کی تجدید احمد شاہ کے عہد میں ۱۱۶۷ھ میں ہوئی تھی۔

یہ بات بھی لائق ذکر ہے کہ انیسویں صدی کے مشہور طبیب اور قرابادین جلالی کے مصنف حضرت روشن محمد مدنی کی اولاد میں تھے۔ قدرت اللہ شوق نے لکھا ہے :"اولادش در امروہہ الآن موجود است چنانچہ مولوی جلال الدین حکیم وغیرہ از اولاد اویند"
(جام جہاں نما (قلمی نسخہ رام پور) جلد ۲، ورق ۳۳۵۔ الف)

یہ رسالہ اس وقت ہر جگہ موضوع بحث بنا ہوا تھا۔ آزاد بلگرامی نے لکھا ہے :
"دران وقت کہ علمائے ظاہر بر رسالہ تسویہ شیخ محب اللہ الہ آبادی قدس سرہ ہنگامہ برپا کردند وسلطان اورنگ زیب انار اللہ برہانہ را رسانیدند کہ این رسالہ مخنان مخالف شرع شریف دارد وسلطان حکم فرمود کہ درویشان قلمرو بادشاہی را در معسکر سلطانی احضار نمایند واز مقالہ ہر کدام استعلام نمایند۔" (مآثر الکرام ص ۸۴)

یہ رسالہ ہی نہیں شیخ محب اللہ کی دوسری تصانیف بھی لوگ اپنے پاس رکھنے سے ڈرتے تھے۔
اس مضمون میں مختلف حضرات کی جو تاریخیں دی گئی ہیں ان میں سے کچھ مقاصد العارفین کے مقدمے میں بھی درج ہوئی ہیں مگر اس مقدمے اور مقاصد العارفین میں درج تاریخوں میں اختلاف ملے گا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ میں نے امداد المشتاق، مرقومات امدادیہ اور مقاصد العارفین کے مقدمات نیز بعض دوسرے مضامین میں جہاں ہجری و عیسوی تقویم کی مطابقت دکھائی ہے، وہاں ابو النصر محمد خالدی مرحوم کی مرتبہ تقویم ہجری و عیسوی کا سہارا لیا ہے، پھر مجھے جاپان کی ایک کمپنی کا کمپیوٹر کی مدد سے تیار کردہ کلنڈر Calculator کی شکل میں ملا جو ہجری و عیسوی سنین کی مطابقت بتاتا ہے اور جسے تجربے سے بالکل صحیح

پایا گیا، بس اتنا ہے کہ یہ Calculator عرب ممالک کے لیے تیار کیا گیا ہے اور وہاں اکثر رویت ہلال ایک دن قبل ہو جاتی ہے۔ وہی ایک دن کا فرق اس میں بھی آجاتا ہے مگر ابو النصر خالدی مرحوم کی تقویم اور اس حاسب میں ۹۔ ۱۰ دن کا فرق نکلتا ہے۔ اس لیے جو تاریخیں اس مضمون میں درج کی گئی ہیں ان کو ہی صحیح سمجھا جائے اور اس سے پہلے اگر میرے قلم سے اس کے خلاف کچھ نکلا ہے تو اسے کالعدم سمجھا جائے۔

۹۔ محمود احمد عباسی : تذکرۃ الکرام، ص ۱۰۱

۱۰۔ مولف تذکرۃ الکرام نے حضرت شاہ محمدی کے خلفاء کے ذیل میں لکھا ہے : آپ کے برادر سوم شاہ محمد حامد ... نے علوم عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل اپنے بھائی شاہ عبد الجلیل سے ہرگام میں کی، پھر امروہہ تشریف لا کر مدارج سلوک طے کیے۔" (تذکرۃ الکرام، ص ۱۰۷۔ ۱۰۸)

۱۱۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ کے خلفاء کی ایک فہرست امداد المشتاق (مرتبہ : نثار احمد فاروقی) میں دی گئی ہے، وہ اگرچہ مکمل نہیں ہے۔ مگر اس سے یہ اندازہ ضرور ہوتا ہے کہ حضرت کے خلفاء ہر علاقے میں تھے اور ہر مسلک سے تعلق رکھنے والے تھے۔
(ملاحظہ ہو امداد المشتاق، ص ۱۱۱ تا ۱۱۶) طبع ۱۹۸۰ء

۱۲۔ مقاصد العارفین (فارسی) دیباچہ ص ۵۰

۱۳۔ حضرت شاہ محمدی فیاض کے بارے میں مولف تذکرۃ الکرام نے لکھا ہے : "شاہ صاحب کا مسلک وجودیہ تھا۔ آپ کے پیر شیخ محب اللہ الہ آبادی کی مسئلہ وحدت وجود پر خاص توجہ تھی اور اکثر مسائل میں شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کے مقلد و متبع تھے۔ (ص ۱۰۴)

۱۴۔ ملاحظہ ہو: مقاصد العارفین (فارسی) ص ۵۰

۱۵۔ خواجہ محمد اشرف علی لکھنوی : اخبار الاحبار فی اخبار الاخیار۔ (مطبع نامی لکھنؤ ۱۳۰۵ھ) ص ۱۰۲

۱۶۔ حوالہ ماسبق، ص ۲۷

۱۷۔ حبیب اللہ : ذکر جمیع اولیائے دہلی۔ مرتبہ : پروفیسر شریف حسین قاسمی (عربک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ٹونک ۱۹۸۸ء)

عکس نسخهٔ رسالهٔ **یقْظة النّائمین** در کتابخانه رضا رامپور

بسم الله الرحمن الرحیم

پس از حمد خداوندی که از تنزیه و تشبیه مبراست و هم در تنزیه و تشبیه هویدا
و درود نامحدود بر روان سرور کائنات که جامع تنزیه و تشبیه
شان اوست یعنی صلی الله علیه وسلم و علی آله و اصحابه و خلفایه از پس
[illegible] اهل [illegible] و تابعین و تبع تابعین اجمعین میگوید [illegible]
هرگاه کلمات چند که از خود نیست نه از کوشش چنانچه مثل صحیح که بر
وی جمع و بسلک کرده او سخنهای خلاف قیاس پس مرزبان می [illegible]
می دانند که او گفته [illegible] این بیچاره معذور است — پس میگویم
زبان [illegible] میگوید بگوید تماشا بر سر بازار میگوید بگو [illegible]
که میگوید چه میگوید و شنونده کو — مثنوی به پایان کشیده باید
نباید از جاهای کشش نیست دید هر چند آنچه در دل است بر زبان نمی
آید و راز دل را زبان نمی شاید — قلم بیکس سیاه رو زرد و کاغذ
سوز و دم درکشی حسن این قصه عشق است در دفتر [illegible] اما

اما مقصد از قول حضرت جامی قدس سره کل ما لیس کلمه بارک

تجلی ایجوزان تبرک کلمات چند که از ذوق وقعات است چند باوری

زبان در این قرن اس شریف مشتوی که حکما گفته اند کیفیات سحر را است

نباید و شعر [illegible] که را بدین بعضی شیرین نه تر شیرین است نمی توان چشید

و ذائقه نمک سوال نمک نمیتوان دانست سخن که گاهی نمک چشند

باشد و ذائقه شیرینی نه در یافته باشند چشیدن او همان نمک و شکر است

چنانچه ما عذر است و بهایت مشکل اما دل میگوید که بگو چون درم ولا چاره

نمی افتد او بگویم کنم بهر کیف الخبر زبان یاری میدهد هر که گفته میشود

تا آنکه النبی صلی الله علیه و سلم طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة یعنی

علم بر مسلم در این حالی لایق است شاید تو از این علم علم صرف و نحو و معانی

و منطق فهمیده غلط کرده از قول صلی الله علیه و سلم تنو العلم نقطة

کثرها الجهال عالمان صرف و نحو و معانی و منطق جاهلانند علم

نقطه وحدت است که از عرش تا فرش هویدا و جاهلان از آن کثرت

می بینند بلکه نقطه ای است که عالم و معلوم و علم همه در وحدت است

[illegible] و حد ذات ذی الجلال والاکرام از خدا [illegible]

[illegible] ذو الجلال والاکرام است

[illegible]

[illegible]

بود از آنکه در عالم اختیار رتبت نبی باشد و الله علیم حکیم [illegible]

علم را از آنکه گفته است افزون تر نهید و حضرت سید مرسلان [illegible] طلب

علم است در حضرت [illegible] که طالب فانی نشود با مطلوب چون

فرموده است که طالب فانی شود با مطلوب چون دو شی [illegible] در بارگاه

صمدیت گنجایش نیست یار را باید خواند که علم یک نقطه است حالا

مسلم را بشنو و تا و قیمت ایمان بغیب الا مسلم است چون ایمان

بغیب و شهادت هر دو آلوده شود یا ایها الذین آمنوا آمنوا

بالله و رسوله ای بالغیب والشهاده پس مومن حقیقی آن است که قلب

المومن مرآة الرحمان قلب المومن عرش الله تعالی [illegible] میداند که

جهت القلب [illegible] الا ان [illegible] در قلب نظر کن

که از و از عرش [illegible] شش جهات عرش [illegible]

[illegible] اعتبار از دل [illegible] از برای خدا [illegible] اعتبار

[illegible] اعتبار

[illegible] عالم را [illegible] دل

[illegible] نقطه [illegible]

[illegible]

مبدأ اوست که آن نقطه کدام است آن نقطه دل تو است و آن دو حرف معنی
و معانی است یعنی قلب مؤمن جامع نمود و معانی است یعنی اگر معانی خواهی
همه جا موجود است و اگر معانی خواهی از همه جا نکته که اعتقاد جای دیگر است
از لطائف الذین کنتم تنسو جوازان خود خورده خواهی کتاب
چه بدم به در دره تحزن اندیشه افسوس صد افسوس که قدر موم نمیدانند
مر لوله المولا عله الکل کیف موسی امکه از دل بنید منبر البیت زنار کنند
ای عزیز از حدیث اطلبوا العلم ولو بالصین چه فهمیده که اکنکه صین
ما چین یا دندان شنیده ماست گوش شنو صین کثرت است که
از آن وحدت طلب کن که آن کثرت بعد از صین ما چین و سخت
تر از دندان است یعنی کثرت طریقه طلب است به گنج پنهان و عجوبه است
بی پایان و از آن وحدت دندان سخت است از سیر دندان هر چند
وحدت و کثرت هر دو اعتبار است حق جل و علا از هر دو بری است لیکن از همه
هر دو است کثرت و وحدت اعتبار نیست ورنه هر جا ظهور یافت منبعث
لیکن وحدت هم از کثرت دیدن کار عارفان است یعنی با حقوق السائد
که امام جمیع اعتبار است و در تمام صفات اگر صفات صاف گویم راز دان

سبک

نباشم می ترسم که کودکان سودای سلطنتها میکنند مبادا که
کنند ای عزیز وقتی علم تو از راه حواس است هر چیز را علیحده علیحده
معلوم میشود و نفس تو از مواقف کثرت حواس است که حواس همه
یک یک است و جاهل و علاقه فضل می افزاید همین حواس بود بعضی دیگر
میشود و تعلق حال و کشف مسدود میکرد و آن زمان از ما نمی شود
که آنچه بنظر می آید و کمتر کس می شود و در القیه لذت جمع نمیه مذهب ما مه
می گویند و کسی می از ما وجود حق است و وجود کثرت که تا اعتبارات
ما و تو قایم است و اعتبارات علم تو محض که از راه حواس است گر تو آدم
زاده چون تو پیش جمله دریا است را در وجود همین حضرت الله الحکم که انور بحر
است حضرت انوار خانه تجانی است این جهان جسم است و این جهان
خود آب این جهان بحر سلسل بحر العلم تجلی است اکبر واعظ
پس باید که میشود از علم علم الله تعالی علم حق تجلی است بی الوقوع و الموالی
ما باید که این تجلیات را در کند و از وجود معلوم تا بار بی نیاز گردد جمیع علم
در علم صورت تو در این با وجود هم تو دیعت جمال است وجود شدی
تو او شدی پس جمله تو سدی چنانکه قطره بدریا رفت دریا شد پس

پس جمله در پای شد قال النبی صلی الله علیه وسلم من عرف الله فلا یقول الله
ومن یقول الله فلا عرف الله حالا چشمه از عشق بشنو که العشق نار یحرق
ما سوی الله هر در حریم ز سوای الله کدام خبر که عشق از رای بوزد
در راه یگانگی نه کفرست نه دین یک گام ز خود برون نه و راه ببین ای
جان جهان تو ز راه اسلام کرنی با ما رسیدنی و با خود مینی پس حق
اسمی خودی و پندار را که منشاء دو گانگی است محو کن تا از انای الحق
الباطل ان الباطل کان زهوقا ثابت رنگ درست عشق در هر دل که گشته
مقیم مکند حقه خود پس دو بیم پس چون از نار عشق ماسوی الله که خودی
بسوزد نور علی نور شود الله نور السموات والارض مثل نوره کمشکوة فیها
مصباح المصباح فی زجاجة الزجاجة کانها کوکب دری یوقد من شجرة مبارکة
زیتونة لا شرقیة ولا غربیة یکاد زیتها یضیء ولو لم تمسسه نار نور علی نور
یهدی الله لنوره من یشاء باید خواندن زهی سعادت که نور ما روزی ما نه بخشد
خدای بخشنده تا معلوم شود الله تعالی هو ذات مجرد در پردهای لطیف نورانی ظاهر
و هم جمالی و جلالی در تجلی است و امانت که حق تعالی با انسان عطا فرموده
عشق است انا عرضنا الامانة علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنها

در انفس مرتبه ... آن که ... طلوع جهول باطن ناطق است و ... و

ملاحظه ... است نه در رد قید واقع شد که از کمال خود در سیر دایره وجود کوی

از خود فراموش ساخته ای عزیز خود را ... از طرفه ملاحظت ... عالم

برپا کرده است عجب تلبیسی که ... پس با خود و با خود

بودن مرد ... است کی با خودی کی بیخود توان بود که ... اسرار

نمود از مجذوب تبریزی بشنو نکو ... که ... سال ... ماه

با خود و نه ... باشی ... در مرتبه ناسوت و ملکوت ... جبروت

نیز چون در مرتبه لاهوت ... خود شود باشی که از همه خبر

بی ... اینجا معنی این بیت زدریای شهادت چون نهنگ لا بر آرد سر

تیمم فرض گردد نوح را در عین طوفانش چون واضح میشود که در عین ...

حق ملاحظه ... فرض ... الفقه ... عن ... علیه

محو ... در عین ... ملاحظه کثرت ... صلی الله علیه وسلم

چه اگر ... عارف ... گواه که ...

جنید ... ای عزیز دایم در حضور حق

باشی و در وحدت و کثرت ... در خود ملاحظه کن و خود را از ... دار

بردار   میان عاشق و معشوق هیچ حایل نیست تو خود حجاب خودی

حافظ از میان برخیز حضرت شیخ فخرالدین عراقی قدس سره میفرماید

می پذیرد سالکان عیان زانکه نور علم داده ذات نی تو از خود گم شو تعالی

ولیکن تو میباشی اصلا در وصال او ولیکن تا خدا را خدا بیند و خدا

را خدا شنود و شناسی کند و ذات پذیرد یعنی حواس مبدل شوند

گوش ... و پس ... گوش ... حواس ... و عرف نفسه فقد عرف ربه

گردد و ... خداشناسی عرفان بر تو منکشف شود نه آنکه خدا را بیک لحظه

... جدا الیه و در قعر ضلالت ... الله الله ... معرفت

ضلالت و هدایت و جهل و عرفان در مرتبه تشبیه صورت میبندد و در مرتبه تنزیه

همه فارغ البال شدن جلوه گر شود خداشناسی ممکن باشد عارفی در صحرای کلمه

... که بروز نوشته بود حسن الدنیا والاخرة ... خندید و ... کلمه

... که در ... ... دنیا ... داده ... ...

... نه از ... نه از دنیا ... و نه از عرفان ... و نه از جهل ... و نه از

ضلالت ... و نه از هدایت ... هر ... سالک ...

یعنی در مرتبه ذات نه هدایت است نه ضلالت نه عرفان نه جهل نه دین نه دنیا

در مرتبه هست الله و در مرتبه نیست : همه از تست تا دیده بینا و گوش شنوا و دل

دانا نشود هرچند اسمی در آینه دل منقش نشود ولکن فضل اسعد بوتیمه و نیز

گر باید از دعای سینه شاه گرد معلی پایه ای عزیز تو بنمودی

که شرعیت بلال شریعت ادبست که با وجود مرتبه الوهیت لمحه و لحظه

از عبودیت فرو نگذاشت نشود هرچند لطف سخن دلنوازانه از کمال اعتبار

نخواهد کرد اما هرچه گوید حق گوید   گناه گرچه نبود اختیار ما حافظ

در طریق ادب کوش و گو گناه منست قال النبی صلی الله علیه و سلم انا احمد بلا میم

یعنی احمد که عبارت از وحدانیت جمله اسم و جامع جمیع اسمائیم زهی ذات شریف

که مرتبه جامعیت کله عبارت از وحدیت با قصی مراتب رسانیده و مرتبه عبودیت

که انست از انتظام اعتبارات کثرت نموده که جامع تشبیه و تنزیه گشته و از همه

رهگذر خاتم النبیین شد صلی الله علیه و علی آله و اصحابه و سلم   تقدیر یک ناقه

نشاندن دو محمل سلمای حدوث و لیلای قدم سلم   نعم ذات شریف مقصود وجود

و منظور کارخانه که علت غایی تمام مخلوقات است لولاک لما خلقت الافلاک اشارت

هر جا که هست از جلوه محمدیست که وزن وجود کرد هر دو آن کمال او در حیات

هر کلامی از هر کس که هست از لب محمد مصطفی صلی الله علیه و سلم در اینجا می آید

از جهت قرآن از لب شعر ... [illegible] چون حلقه کلام ترست ... [illegible]

که زبان معمر زبان حق است نه مطلق ... [illegible] زبان است معاذ الله ما گفته علم

زبان معمر دار نشانی است ... [illegible] و در مرتبه تشبیه زبان محمدی

سمیع و بصیر و علیم ... [illegible] هر چند محفوظ ... بلا

میباشد لکن ... [illegible] نمود و سخنان ... و بیان ... بر زبان

می آید چه تو ... در عالم بی اختیار است که از اول اختیار بعد کرد ... [illegible]

... اختیار ... اختیار نفوذ اعتبار است که نسبت خود یکی اختیار ... نسبت

خدا با اختیار چنانکه معمر صلی الله علیه وسلم فرموده لک صورة ولنا مدینة ... [illegible]

که یکی خود است اگر نسبت او بخدا کنند الله است و اگر نسبت بخود کنند عبد ... نبی ... [illegible]

... الشاغل ... [illegible] احسن ... و ما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمی

وما انا الا بشر مثلکم ... [illegible] گهی بر طارم اعلی نشینیم گهی بر پشت

پای خود نه بینیم ... [illegible]

ای برادر ... [illegible] مستعد ... جامع ... داده

و از ... [illegible] و مظهر کامل و مظهر اتم ... [illegible]

که ... [illegible] موجود ... [illegible]

[illegible]

نادی و اگر در قهر و ضلالت جو شد قهار و مضل و در علم عالم و در جهل جاهل و در عرفان

عارف و در نبوت نبی و در ولایت ولی و در اختیار مختار و در جبر مجبور و در عبادت عابد

و در بت پرستی بت پرست پس هر طریقی که مطلوب و صفتی که فرض کنند از آن موجود

از همین معنی ملائکه را امر شد به سجود با نفس آدم و اگر کسی [illegible] بگوید که در الوهیت الله لیکن

می ترسم معاندان در پی کشند و اظهار راز نکنم [illegible] مولوی معنوی [illegible]

و عارفان و در کوه و در خوان بنده را در خواب خود گوید [illegible] و مسجد [illegible]

گفته [illegible] تو اینک خود [illegible] گرچه در اعتبار

[illegible] بنده را ز دان [illegible] لیک [illegible] ملا الله از الله [illegible] اعتبار [illegible]

بالجمله در مرتبه شهود [illegible] خواه الله [illegible] خواه [illegible] خواه

[illegible] الله سبحان الله [illegible] والله و اگر از این هم ترقی خواهی کرد مرتبه

[illegible] که از [illegible] خواهند [illegible] که [illegible] است [illegible] از آن

برده الله الله [illegible] بسند [illegible] دانسته که [illegible] همه [illegible] و علم [illegible]

کامل است [illegible] از آن [illegible] بصیر بصیرت [illegible]

کو با قامت [illegible] که [illegible] از آن [illegible] تعلیم [illegible]

[illegible] اعتبار [illegible] الله [illegible]

حالات بر عارفان ظاهر نمی‌گردد لیکن هر که پای در راه بزرگ حجلوت کما ... مختلف

نگردد پس ... که از افکار ... خود را ... خود سازی ای یا خود

شوی که گوای ... عجب ... دیدم او خیال هم بود

عاشق و معشوق ... این دانستن و طریق اذکار از عمر سیر قال النبی

صلی الله علیه و سلم ... لا اله الا الله یعنی در نفی عالم و اثبات خدا اگر و چون

عالم منتفی گردد ... الله تعالی داری و چون لا و الا هر دو از میان بر خیزد الله الله

نه آن و نه این نه فرق در ربوبیت و عبودیت بر دو هایی هو یکی که کار تو است

ذکر بکلمه لا اله ... دور رفت ظلمت شده سر ... نور ... معنی ذات این قدر

بصدق و طهارت عیان مشهود است و نام این رساله از عالم غیب لقطة المعانی یافتی

بعد الهادی و الیه المعاد و منه المبادی

رسالهٔ

یَقْظة النّائمین

(در وحدت الوجود)

تألیف

حضرت شاه حامد هرگامی رح

(متوفی ۱۱۱۸ ھ/ ۱۷۰۶ م)

تصحیح

پرفسور نثار احمد فاروقی

رئیس بخش زبان و ادبیات عربی، دانشگاه دهلی

۱۹۹۶ م / ۱۴۱۶ ھ

کتابخانهٔ رضا رامپور (هند)

بسم الله الرحمن الرحیم

پس از حمدِ خداوندی که از تنزیه و تشبیه مبرّاست، و هم در تنزیه و تشبیه هویدا، و درودِ نامحدود بر آن سرورِ کائنات که جامعیّتِ تنزیه و تشبیه از شانِ اوست. صلّی الله علیه و علی آله و أصحابه و خلفائه الرّاشدین الهادین المهدیین و تابعیه و تبعِ تابعیهِ أجمعین.

می گوید **محمّد حامد سودائی هرگامی**، کلماتی چند که از جوش ست نه از گوش، چنان چه مثلاً شخصی که بر سر وی جنّ و پری مسلّط گردد، او سخن‌های خلافِ قیاس بر زبان می‌آرد، مردمان می‌دانند که او گفته حالانکه آن بیچاره معذور است:

من نمی‌گویم انا الحق یار می‌گوید بگو　　بی‌تحاشا بر سرِ بازار می‌گوید بگو

هیهات هیهات که می‌گوید، و چه می‌گوید، و شنونده کو؟

می‌شوی پویان کشنده ناپدید　　ناپدیدارْ حاملی کش نیست دید

هر چند آنچه در دل است بر زبان نمی‌آید، و رازِ دل را زبان نمی‌شاید:

قلم بشکن سیاهی ریز و کاغذ سوز و دم درکش

حسن این قصّهٔ عشق است در دفتر نمی‌گنجد

[۲ الف] امّا به مقتضای قولِ جامی قُدّس سرّه: کلّ ما لیس کُلّه یُدرک کُلّه لا یجوز أنّ یُترک[۱].

کلماتی چند که از ذوقیات است، حسبِ یاوریِ زبان درین قرطاس ثبت می‌شود که حکماء گفته‌اند کیفیات به تحریر راست نمی‌آید و به تقریر نمی‌گراید. پس کیفیّتِ شیرینی به جز شیرینی نمی‌توان چشید و ذائقهٔ نمک سوای نمک نمی‌توان دانست. شخصی که گاهی نمک نچشیده باشد و ذائقهٔ شیرینی ندریافته باشد، پیش او بیان نمک و شیرینی خیلی متعذّر است و نهایت مشکل، امّا دل می‌گوید که بگو، مجبورم و لاچارم، مخالفِ او چگونه کنم. بهر کیف آنچه زبان یاری می‌دهد گفته می‌شود:

قَال النّبیُ صلّی الله علیه و سلّم: طلبُ العلّمِ فَریضةٌ عَلی کُلِّ مُسْلِم وَّ مُسْلِمَة[۲]. بیانِ علم و

۱- بر حاشیه: هر چیز که تمام آن دریافته نشود پس روا نیست که کل آن ترک کرده شود.

۲- ابن ماجه (مقدمه) ص ۱۷. طلب علم فرض است بر هر مرد مسلمان و زنِ مسلمان.

مسلم درین‌جا لائق است. شاید تو ازین «علم» عِلم صرف و نحو و معانی و منطق فهمیده‌ای غلط کرده‌ای. از قولِ نبی صلّی الله علیه و سلّم بشنو: العِلمُ نُقطَةٌ کثّرُوها الجهّال[1]. عالمانِ صرف و نحو و معانی و منطق جاهلانند، علم نقطهٔ وحدت است که از عرش تا فرش هویداست، و جاهلان ازان کثرت می‌بینند، بلکه نقطه‌ایست که عالم و معلوم و علم همه دُرو فانی‌ست. وَیَبقَی وَجهُ ربّک ذُوالجَلالِ والاکرامِ[2] از خدا بشنو. هیهات هیهات. و باقی‌ماند روی پروردگارِ تو که صاحبِ جلال و اکرام است [۲ ب]. سودائی را زمامِ اختیار بدست نمی‌باشد، و الله اعلم چه می‌گوید و از کجا می‌گوید ـ شخصی که علم را از اِلٰه گفته است آفرین بر فهمیدِ او. چنان چه مولوی جامی فرموده:

زان که در عالم خدا دانی   جهل علم است علم نادانی

حضرتِ مرشد مرشدان شاه فتح قلندر قُدّس سرّه، در جوابِ سوالِ دارا شکوه که طالب فانی شود یا مطلوب، خوب فرموده است که "طالب فانی شود با مطلوب"[3]. و چون دوئی را در بارگاهِ صمدیت گنجایش نیست یا را با باید خواند که علم یک نقطه است. حالا «مُسلم» را بشنو، مؤمن تا وقتی که ایمان به غیب آورد مُسلم است. چون ایمان به غیب و شهادت هر دو آرد مؤمن شود. یَا ایّها الذّین اٰمَنوا آمِنُوا بالله وَ رَسُوله[4] ای بالغیب و الشّهادة. پس مؤمنِ حقیقی آنست که قلبُ المؤمنِ مِرآةُ الرّحمٰن. قلبُ المؤمنِ عَرشُ الله تعالی.

تو چه می‌دانی که قلب چیست؟ القلبُ نورٌ یَجلُو بهِ الدّاران[5]. اگر خدا را می‌خواهی در قلب نظر کن که ازو از عرش تا فرش روشن است. هیهات هیهات، عرش کجا و فرش کو؟ هنوز قیدِ اعتبار از دلِ تو نگذشته است. از برای خدا یک دم از اعتبارِ اعتبار بگذر. می‌ترسم که درین دیار بی‌اعتبار نشوی، هر چند بی‌اعتباری هم اعتبار است. امّا به طور طلسم دیدن مضائقه ندارد.

۱- بر حاشیه: علم نقطه‌ایست که بسیار کرده‌اند آن را جاهلان.

۲- القرآن: سورة الرّحمٰن، آیهٔ ۲۷.

۳- بر حاشیه: یعنی دور کردن علم کثرت و حاصل کردن علم وحدت به طوری که مرشد فرماید.

۴- بر حاشیه: یعنی ای کسانی که ایمان آورده‌اید، ایمان آرید به خدا و رسولِ خدا ﷺ یعنی ایمان آرید به غیب و شهادت [سورة النّساء: ۱۳۶]

۵- بر حاشیه: دل نور است که روشن شود به او هر دو جهان.

خیالاتِ دو عالم را ز لوحِ دل چنان شُستم
که شد بر تختهٔ هستی ز یک نقطه دو خط پیدا

تو می‌دانی [۳ الف] که آن نقطه کدام است؟ آن نقطه دلِ‌مؤمن است، و آن دو خط مَعاد و معاش است، یعنی قلبِ مؤمن جامعِ معاد و معاش است. یعنی اگر معاد خواهی همون‌جا موجود است و اگر معاش خواهی از همون‌جا طلب که احتیاجِ جای دیگر نیست. از نظام‌الدّین گنجوی بشنو:

چو از ران خود خورده خواهی کباب　　چه گردم به دریوزه چون آفتاب

افسوس صد افسوس که قدرِ مؤمن کسی نمی‌داند. مَنْ لَهُ المَولیٰ فَلَهُ الْکُل:

کیست مولیٰ آن که آزادت کند　　بندِ رقیّت ز پایت بَر کند

ای عزیز از حدیث اطلبوا العلم وَلَو بالصّین[۱] چه فهمیده‌ای؟ غالب که چین ما چین یا دندان شیر فهمیده باشی. گوش شو بشنو، صین کثرت است که ازان وحدت را طلب کن که آن کثرت بعید از چین ما چین و سخت‌تر از دندانِ شیر است. یعنی کثرت طرفه طلسمی است. بر گنجِ نهان، و اُعجوبه‌ایست بی‌پایان، و ازان وحدت دیدن سخت‌تر است از شیر دندان. هر چند وحدت و کثرت هر دو اعتباریست، حق جلَّ و عَلا از هر دو برتر به طوری که هست هست.

کثرت و وحدت اعتبارِ من است　　ورنه هر جا ظهورِ یارِ من است

لیکن وحدت را از کثرت دیدن کارِ عارفان است یعنی حق با حقیقتِ انسانی که جامعِ جمیعِ اعتبارات است و حاویِ تمامِ صفات. اگر صاف صاف بگویم رازدان [۳ ب] نباشم و می‌ترسم که کودکان سودائی را تنها نمی‌گذارند مبادا که سنگسار کنند.

ای عزیز ! این علمِ تو از راهِ حَواس است که هر چیز را علیحده علیحده معلوم می‌کنی، و یقین تو از موافقتِ کثرتِ حواس است که حواس همه‌ها یکسان است. وقتی که حق جلَّ و عَلا فضل می‌فرماید، همین حواس به وضعِ دیگر می‌شود، و حقیقت حال و کشفِ مبدأ می‌گردد، آن زمان دریافت می‌شود که آنچه به نظر می‌آید و گوش می‌شنود و ذائقه لذّت می‌پذیرد و شامّه می‌بُوید و لمس می‌دریابد، همه وجودِ حق است و وجود بحت که

۱- بر حاشیه: طلب کن علم را اگر چه به چین ما چین باشد.

به اعتبارات باو قائم‌ست و اعتبارات عدم محض که از راهِ حَواس است:

گر تو آدم زاده‌ای چون او نشین　　جمله ذرّیات را در خود ببین
چیست اندر خُم که اندر بحر نیست　　چیست اندر خانه کانْدر شهر نیست
این جهان خُم است دل چون جوی آب　　این جهان حجره است دل شهرِ عُجاب

مگر العلمُ حجابٌ اکبر نخوانده‌ای؟ پس بدان که مُراد از علم عِلم الله است یعنی عِلمِ حق حجاب است بینَ العبدِ و المولیٰ. باید که آن حجاب را دور کنی و تو خود معلوم باشی تا رفعِ حجاب گردد:

عِلمِ حق در عِلمِ صوفی گم شود　　این سخن که باورِ مردم شود

یعنی چون بی‌خود شدی، تو او شدی، پس جمله تو شدی، چنان چه قطره به دریا رفت، دریا شد، پس جمله دریا شد. قال النّبی صلّی الله علیه و سلم: مَن عَرفَ الله فَلا يَقُول الله و مَن يَقُولُ الله فَلَا عَرفَ الله[1].

حالا شمۀ از عشق بشنو که العشقُ نَارٌ يُحرِقُ مَاسِوىَ الله. من در حیرتم که سوای الله کدام چیز است که عشق آن را می‌سوزد. در راهِ یگانگی نه کفر است نه دین. یک گام زخود بیرون نه، و راه ببین، ای جانِ جهان تو راهِ اسلام گزین، با مارِ سیه نشین و با خود منشین. پس عشق همین خودی و پندار را که منشاء دوگانگی است، می‌سوزد. وَ قُل جاءَ الحقّ و زَهق الباطلُ إنّ البَاطِلَ كانَ زَهوقا[2] اشارت بدو است:

عشق در هر دلی که گشت مقیم　　می کند حقّهٔ خودیش دو نیم

پس چون از نارِ عشق ماسِوی الله که خودی است بسوزد، نورٌ علی نور. اللهُ نُورُالسّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ مَثَلُ نُورِهٖ كَمِشكوٰةٍ فِيهَا مِصبَاحٌ اَلْمِصبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِن شَجَرَةٍ مُبٰرکَةٍ زَيتُونَةٍ لا شَرقِيّةٍ وَّ لا غَرْبِيّةٍ يَكادُ زَيتُهَا يُضِيءُ وَ لَو لَم تَمسَسْهُ نَارٌ نُورٌ علٰى نُورٍ يَهْدِى الله لِنُورِهٖ مَن يَّشَآءُ[3] باید خواند:

۱- بر حاشیه: کسی که شناخت خدا را پس نگوید الله و کسی که گوید الله پس نشناخته است الله را.

۲- سورة الاسراء: ۸۱.

۳- بر حاشیه: الله نور آسمان و زمین است مثل نور او مثل فانوس است که دران چراغ باشد و آن چراغ در شیشۀ است گویا که آن شیشه ستارۀ روشن است که روشن می‌شود از درخت مبارک زیتون که نه شرقی باشد و نه غربی، قریب است که روغن آن روشن می‌شود اگر چه نرسد او را آتش، نور بر نور است، هدایت می کند خدا به نور خود هر کرا خواهد. [سورة النّور: ۳۵]

این سعادت به زورِ بازو نیست　　تا نه بخشد خدای بخشنده

بالجمله الله تعالیٰ به نور ذاتِ خود در پرده‌های لطیفِ نورانی ظاهر است و هیچ حجابی و طلسمی در میان نیست و امانت که حق تعالیٰ به ایشان عطا فرموده است، عشق است:

اِنّا عَرَضْنَا الاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ و الأرضِ وَ الجِبَالِ فَأبَيْنَ أنْ يَحمِلْنَها وَ أشْفَقْنَ مِنْها وَ حَمَلَهَا الانسان إنّه كانَ ظَلُوماً جَهُولاً[1]. بان ناطق است و ظَلوم و جَهول مدحِ انسان است که در ردّ قدح واقع شد که از کمال خود دست برداشته و جود را از خود فراموش ساخته. ای عزیز! خودی و پندار طرفه بلائی است که همه عالم برپا کردهٔ اوست و عجب طلسمی است که بدونِ او گذاره نیست. پس با خود و بی‌خود بودن هر دو منظور است:

گهی با خود گهی بی‌خود توان بود　　که آید مر تُرا اسرار بنمود

از مجذوبِ شیرازی بشنو:

نگویمت که همه سال مَی پرستی کن　　سه ماه می خور و نه ما پارسا می‌باش[2]

یعنی در مرتبهٔ ناسوت و ملکوت و جبروت با خود بنشین و چون در مرتبهٔ لاهُوت رسی بی‌خود شو، و مست باش که از هیچ خبر نباشد پس ازین جا معنی این بیت:

ز دریای شهادت چون نهنگِ لا برآرد سر

تیمّم فرض گردد نوح را در عینِ طوفانش

خوب واضح می‌شود که در عینِ استغراق حق ملاحظهٔ خلق فرض است و حدیث النّکاحُ مِنْ سُنَّتی فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنّتی فلیسَ مِنّی[3] محمول برین است یعنی در عین وحدت ملاحظهٔ کثرت سنّت پیغمبر است صلّی الله علیه و سلم. چرا که نکاح عبارت از ازدواج است و کلام عارفِ هندی هم برین معنی گواه:

کبیرا بَلْ جَيئ وی پُرکھ که جو ماتی مهجد جائی

پس ای عزیز دائم در حضورِ خویش باش، و وحدت و کثرت هر دو را در خود ملاحظه کن و خود را از میان بردار:

۱- سورة الاحزاب: ۷۲.

۲- دیوان حافظ، مطبع نامی کانپور، ص ۲۰۸.

۳- بر حاشیه: نکاح طریقهٔ من است، پس هر که رو گردانید از طریقهٔ من، پس نیست از من.

میانِ عاشق و معشوق هیچ حائل نیست
تو خود حجاب خودی حافظ از میان برخیز[1]

حضرت شیخ فریدالدّین عطّار می‌فرماید:

نی اشارت می‌پزیرد نی عیان نی کسی زو علم دارد نی نشان
تو ز خود گم شو کمال این است و بس تو مباش اصلاً، وصال این است و بس

تا خدا را خدا بیند و خدا را خدا شنود مساس کند و لذّت پزیرد یعنی حواس متبدل شوند، و مَنْ عَرَفَ نَفْسَه فقَد عَرَفَ رَبّه[2] نقدِ حال تو گردد و معنی خدا شناسی و عرفان بر تو منکشف شود نه آن که خدا را به یک نطقهٔ زیر و زبر جُدا کنی و در قعرِ ضلالت اُفتی. الله الله هوشم کجا رفت؟ تا جامعیّت ضلالت و هدایت و جهل و عرفان در مرتبهٔ تشبیه صورت نبندد و در مرتبهٔ تنزیهه ازین همه فارغ البال شدن جلوه‌گر نشود، خدا شناسی ممکن نباشد. عارفی در صحرا کله را دید که بَرو نَوشته بود خَسر الدّنیا و الآخرة[3]، بوسهٔ چند داد، و فرمود که این کُلهِ عارفیست که در یاد خدا دین و دنیا هر دو را برباد داده. پس ای برادر طالبِ حق را نه از دین کار و نه از دنیا یاری، و نه از عرفان شعور، و نه از جهل نفور، و نه از ضلالت اندیشه و نه از هدایت پیشه:

هر چه پیشِ سالک آید خیرِ اوست

یعنی در مرتبهٔ ذات نه هدایت است، نه ضلالت، نه عرفان است نه جهل، نه دین است نه دنیا، هر چه هست الله است، و در مرتبهٔ صفات این همه مراتب است تا دیدهٔ بینا و گوش شنوا و دلِ دانا ندهند این معنی در آئینه دل منقّش نشود. ذلک فضل اللهِ یُؤتِیهِ مَنْ یَشاءُ[4]:

گر باندازد همائی سایه‌ای شاه گردد مفلسی بی‌مایه‌ای

ای عزیز ! تو نمی‌دانی که شریعت چیست؟ بدان شریعت ادب است که با وجود مرتبهٔ اُلوهیت لمحه و لحظهٔ آئین عبودیت فروگذاشت نشود، هر چند یقین است که سخنِ دیوانه

۱- دیوان حافظ، چاپخانهٔ نامی کانپور، ص ۱۹۹.
۲- این حدیث پیغمبر ﷺ در کتب معبرهٔ احادیث یافته نمی‌شود.
۳- سورة الحج، آیة ۱۱.
۴- سورة الجمعه، آیة ۴.

را کسی اعتبار نخواهد کرد، امّا هر چه گوید حق گوید:

گناه گرچه نبود اختیارِ ما حافظ

تو در طریقِ ادب کوش گو گناهِ من است[1]

قال النّبی صلّی الله علیه وَ سَلّم: اَنَا أحمد بلَامِیم[2] یعنی بی‌میم که عبارت ازو مَن و ماست جمله مائیم و جامعِ جمیع اشیائیم، زهی ذاتِ شریف که مرتبهٔ جامعیّت را که عبارت از ولایت است، به اقصیٰ مراتب رسانیده و مرتبهٔ نبوّت را که اشارت از انتظامِ اعتبارات است به حدّی نموده که جامع تشبیه و تنزیهه گشت و از همین رهگذر خاتم النّبیین شد. صلّی الله علیهِ و عَلی آلهِ و أصحابهِ و سلّم:

تقدیر به یک ناقه نشانید دو محمل سلمای حدوثِ تو و لیلای قِدَم را[3]

یعنی ذاتِ شریف به نظرِ وجود قدیم، و به نظرِ ظهور حادث که علّتِ غائی تمام مخلوقات است. لَو لاکَ لَما خَلقتُ الافلاک[4]. پس هر چه هر جا که هست از حقیقتِ محمّدی است که آن را وجودِ بحت گویند و آن کمالِ اوجِ انسان است. پس هر کلامی از هر لبی که هست از لبِ محمّد مصطفیٰ صلّی الله علیه و سلّم است. درین جا معنیِ این بیت:

گر چه قرآن از لبِ پیغمبر است هر که گوید حق نگفته کافر است

خوب به وُضوح پیوست که زبانِ پیغمبر زبانِ حق است نه به معنی آن که خدا را زبان است معاذالله، بلکه به معنیِ آن که زبانِ پیغمبر ذاتِ خداست، یعنی در مرتبهٔ تنزیهه ذات است و در مرتبه تشبیه زبان. همچنین سمع و بصَر و عِلم و قدرت وغیره.

هیهات هیهات. هر چند تحفّظِ لِسانی ملحوظ می‌باشد لکن در جوشِ سَودا بی‌هوش می‌شود و سخنانِ شایان و ناشایان بر زبان می‌آرد. چه توان کرد عالِم بی‌اختیاری است که ازان به اختیار تعبیر کرده می‌شود، اگرچه در اختیار و بی‌اختیاری تفرقه اعتباری است که به نسبت خودیِ بی‌اختیار و به نسبتِ خدا با اختیار. چنانچه پیغمبر صلّی الله علیه و سلّم

۱- دیوان حافظ، چاپخانهٔ نامی کانپور، ص ۲۹.

۲- این حدیث پیغمبر صلی الله علیه و سلم در هیچ کتابی از کتب حدیث یافته نمی‌شود.

۳- قصاید عرفی، نول کشور، ص ۵.

۴- این حدیث را محمّد علی الشوکانی از موضوعات شمرده است رک: اللآلی المصنوعه.

فرموده است: لکَ صَدقَةٌ وَ لَنا هَدیَةٌ[1] و نیز ظاهر است که یک وجود است اگر نسبتِ او به خدا کنند الله است و اگر نسبت به خودی کنند عبْد است. درین جا تسویه بینَ الفاعل و القابل بوجهِ احسن ظاهر می‌شود. وَ ما رَمیتَ إذ رَمیتَ وَ لکنَّ الله رَمَی[2] مَاهٰذَآ إلاّ بَشرٌ مِثلکُم[3] از همین معنی آگهی می‌دهد:

گهی بر طارمِ اعلٰی نشینم گهی بر پُشت پای خود نبینم[4]

❋

در بزم دور یک دو قدح درکش و برو یعنی طمع مدار و خیالِ مُدام‌دار

ای برادر ایزد متعال حضرتِ انسان را به نظر استعداد جامعیّتِ جمیع صفات داده است، و ازین موجب او را خلیفهٔ خود خوانده و مظهرِ کل و مَظهر اتّم نامِ او از همین رهگذر است که اُو از عرش تا فرش پیمود است، در همین وجود سه گز موجود، اگر در صفتِ هدایت کوشد هادی است و اگر در قهر و ضلالت جوشد قهّار و مُضلّ و در علم عالم، و در جهل جاهل، و در عرفان عارف، و در نبوّت نبی، و در ولایت ولی، و در اختیار مختار، و در جبر مجبور، و در عبادت عابد، و در بُت پرستی بُت پرست، هم برین طریق هر مظهری و صفتی که فرض کنی در انسان موجود. از همین سبب ملائک را مسجود شد. بالفرض اگر سودائی را رخصت دهند بگوید که در اُلوهیّت الله. لکن می‌ترسم که مُعاندان در پس‌اند و اظهارِ راز بس قبیح نه مستحسن. مولوی معنوی می‌فرماید:

دو مدان و دو مگو و دو مخوان بنده را در خواجه خود محو دان

و شخصی هندی گفته:

نج سمجهو تو ایک نه دؤو سائین سیوک بهید نه کوؤو
گرچه در اعتبارِ رحمانی بندهٔ رازدانِ یزدانی
لیک فرقی ندارد از الله جز همین اعتبار ای آگاه

۱- بر حاشیه: ترا صدقه است و ما را تحفه. ابن حدیث در بخاری و ترمذی و نسائی و ابن ماجه و الؤطّا و مسند احمد بن حنبل وارد است هو علیه صدقة و هو لنا هدیة...

۲- القرآن، سورة الانفال، آیة ۱۷. و نه تیر انداختی تو یا رسول الله ﷺ وقتی که تیر انداختی و لکن خدا تیر انداخت.

۳- القرآن، سورة المؤمنون، آیة ۲۴.

۴- گلستانِ سعدی.

بالجمله در مرتبهٔ شهود یک وجود به نظر می‌آید، خواه آن را الله گوئی خواه پیغمبر خواه پیر خواه طالب. الله الله سبحان الله. وحدت الوجود این معنی دارد. و اگر ازین هم ترقی خواهی که مرتبهٔ اخصّ الخواص است، همه هیچ که آن را فنای فنا خوانند و عما که ابر رقیق است همین انسان است که ازان پرده الله الله را می‌بینند و چون دانستی که سوای یک وجود همه و هم و خیال و عدمِ محض کالسّراب است پس اگر آن وجود را ملاحظه نمائی و عدمیات از بصرِ بصیرت تو معدوم گردد گویا قیامت برپا شد که نباء عظیم عبارت ازان است: كَلاَّ سَيَعلَمُونَ ثُمَّ كَلاَّ سَيَعلَمون[1].

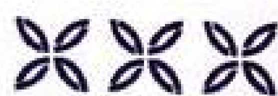
و چون باز به لحاظ ثانی همه اعتبارات را ملاحظه نمائی گویا حشر شد چنان چه علی الدّوام این حالات بر عارفان طاری می‌باشد. لیکن چونکه به آن دره نرسی حقیقت کماهِیَ منکشف نگردد. پس لازم که از افکار و اشغال خود را چنان بی‌خودسازی که با خود شوی که سوای تو دیگری موجود نیست:

چون حقیقت بنگریدم او خیالی هم نبود
عاشق و معشوق من بودم ببین این داستان

و طریق اذکار از پیغمبر شنو. قال النّبی صلی الله علیه و سلّم: أفضَلُ الذكرِ لَا إلَهَ إلاّ الله[2]. یعنی در نفی عالم و اثباتِ خدا کوشی و چون عالم منتفی گردد بالاّ الله اشتغال داری. و چون «لا» و «الا» هر دو از میان برخیزد الله الله بخوان، و چون تفرقهٔ ربوبیت و عُبودیّت برود هائی و هوئی مکن که کارِ تو آخر است:

ذکر بگذشت، آمده مذکور رفت ظلمت شده سراسر نُور

همین معنی دارد. این قدر به تصدّقِ حضرت رحمٰن مشهود است، و نامِ این رساله از عالمِ غیب **یَقظَةُ النّائمین** است و الله الهَادِی وَ إلیهِ المَعادُ وَ مِنهُ المبَادِی. فقط.



۱- القرآن، سورة النّباء، آیة۵-۴. به درستی که قریب است که بدانید شما، پس‌تر بدرستی که قریب است که بدانید شما.

۲- ابن ماجه کتاب ادب، ص۵۵.

اہل خواب کی بیداری

یقظۃ النائمین

(در فلسفۂ وحدت وجود)

اردو ترجمہ

تصنیف

حضرت شاہ حامد ہرگامیؒ

ترجمہ و حواشی

پروفیسر نثار احمد فاروقی

رامپور رضا لائبریری رامپور

۱۹۹۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اُس خدا کی حمد کے بعد جو تنزیہہ اور تشبیہ سے بری ہے اور تنزیہہ و تشبیہ میں ظاہر بھی- بے انتہا درود اس سرور کائنات پر کہ تنزیہہ و تشبیہ جس کی شان ہے- **صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ و خلفائہ الراشدین الہادین المھدیین وتابعیہ وتبع تابعیہ اجمعین-**

محمد حامد سودائی ہرگامی کہتا ہے : یہ چند کلمات جوش سے ہیں گوش سے (سنے سنائے) نہیں، جیسے مثلاً کسی شخص کے سر پر جنّ اور پری مسلط ہو جائیں اور وہ خلاف عادت باتیں زبان سے نکالنے لگے تو لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ بول رہا ہے، حالانکہ وہ بے چارہ (آسیب زدہ) تو معذور ہوتا ہے-

ترجمہ شعر

میں اناالحق نہیں کہتا، دوست مجھ سے کہلواتا ہے
وہ کہتا ہے سر بازار دھڑلے سے کہو!
خبردار، کون کہتا ہے اور کیا کہتا ہے، اور سننے والا ہے کہاں؟
تم کھنچے جارہے ہو اور کھینچنے والا اوجھل ہے
مگر وہ اس جاہل سے پوشیدہ ہے جو دیکھ نہیں سکتا-

ہرچند جو کچھ دل میں ہے وہ زبان پر نہیں آتا اور راز دل زبان سے ادا ہو بھی نہیں سکتا-

قلم توڑ دے، سیاہی پھینک دے، کاغذ جلا دے، سانس روک لے
اے حسنؔ یہ عشق کی کہانی ہے جو دفتر (کتاب) میں نہیں سماسکتی

مگر حضرت جامیؔ قدس سرہ کے قول کے مطابق کہ اگر کسی چیز کو کُل حاصل نہیں کیا جاسکتا تو کل کو چھوڑا بھی نہ جائے-

چند کلمات جو ذوق (مذاق توحید) سے ہیں، جہاں تک زبان یاوری کرے کاغذ پر لکھے جاتے ہیں حکیموں نے کہا ہے کیفیات تحریر میں نہیں آسکتیں نہ تقریر میں سما سکتی ہیں۔ لہٰذا زبان کی مٹھاس کو مٹھائی کھا کر ہی چکھا جاسکتا ہے اور نمک کا ذائقہ نمک کھا کر ہی جانا جاسکتا ہے۔ جس شخص نے بھی نمک نہ چکھا ہو اور مٹھائی کا ذائقہ نہ جانا ہو اُس کے آگے نمک یا شیرینی کا بیان کرنا بہت دشوار ہے۔

مگر دل کا تقاضا ہے کہ کہو، میں مجبور ہوں، لاچار ہوں، اس کی مخالفت کیسے کروں؟ بہر حال جتنا بھی زبان ساتھ دے بیان کرتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر فرض ہے۔"(۱) یہاں 'علم' اور 'مسلم' کی وضاحت ضروری ہے۔ تم شاید اس 'علم' سے علم صَرف و نحو و معانی و منطق سمجھے ہوں گے، یہ غلط ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول بھی سنو: "علم تو ایک نقطہ ہے اسے جاہلوں نے پھیلا دیا ہے۔" صَرف و نحو، معانی و منطق کے علماء (دراصل) جاہل ہیں۔ علم تو وحدت کا ایک نقطہ ہے جو عرش سے فرش تک ظاہر ہے، جاہل لوگ اس میں "کثرت" دیکھتے ہیں۔ بلکہ وہ ایک ایسا نقطہ ہے جس میں عالم اور معلوم اور علم سب فانی ہیں۔ "اور باقی رہے گا تمھارے رب کا جلال و اکرام والا چہرہ۔"(۲) اللہ سے سنو۔

خبردار، سودائی کے ہاتھ میں اپنے اختیار کی باگ نہیں ہوتی۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ کیا کہتا ہے اور کہاں (کس مقام) سے بولتا ہے۔ جس شخص نے علم کو الٰہ (اللہ) سے بتایا ہے اُس کی عقل پر آفریں ہے۔ جیسے مولوی جامی فرماتے ہیں :

اس لیے کہ خدا دانی (عرفان) کے عالم میں جہل علم ہے اور علم جہل ہے۔

مرشدوں کے مرشد حضرت شاہ فتح قلندر قدسَ سرّہ نے دارا شکوہ کے سوال

---

(۱) ابن ماجہ (مقدمہ) ص ۱۷

(۲) سورہ رحمٰن آیت ۲۷

کے جواب میں کہ طالب فانی ہوتا ہے یا مطلوب؟ خوب فرمایا تھا کہ "طالب با مطلوب (کے ساتھ) فانی ہوتا ہے۔" (۱)

چونکہ بارگاہِ صمدیت میں دوئی کی گنجایش نہیں "یا" کو "با" پڑھنا چاہیئے کیونکہ علم بس ایک نقطہ ہی ہے۔

اب "مسلم" کی بات سنو۔ مومن جب غیب پر ایمان لاتا ہے تو وہ مسلم ہے اور جب غیب اور شہادت دونوں پر ایمان لائے تو مومن ہو جاتا ہے: "اے ایمان لانے والو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔" یعنی غیب اور شہادۃ دونوں پر۔ (۲)

لہٰذا حقیقی مومن وہ ہے کہ "مومن کا قلب رحمٰن کا آئینہ ہے اور مومن کا قلب اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔"

تم جانتے ہو کہ قلب کیا ہے؟ "قلب ایسا نور ہے جس سے دونوں جہان روشن ہو جاتے ہیں۔" اگر تم خدا کی طلب رکھتے ہو تو قلب پر نظر کرو جس سے عرش سے فرش تک سب کچھ روشن ہے۔

خبردار، عرش کیسا؟ فرش کہاں ہے؟ ابھی تک "اعتبار" کی قید سے تم نکلے نہیں
خدا کے لیے دم بھر کو "اعتبار" کے اعتبار سے نکلو، ورنہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں اس دیار میں بے اعتبار نہ ہو جاؤ۔ اگرچہ بے اعتباری بھی ایک اعتبار ہے، مگر شعبدے کی طرح اسے دیکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

میں نے اپنی لوحِ دل سے دونوں عالم کے خیالات کو اس طرح دھو دیا کہ ہستی (وجود) کی تختی پر ایک نقطے سے دو خط ظاہر ہو گئے۔ (۳)

---

(۱) یعنی علم کثرت کو دور کر کے اور علم وحدت کو حاصل کر کے، جس طرح ارشاد مرشد ہو۔ (۲) سورۃ النساء : ۱۳۴

(۳) اس شعر کا مفہوم یوں سمجھ میں آسکتا ہے کہ لوحِ دل یہ ہے : اس میں اوپر کے دو حصے دو عالم (دنیا و آخرت) فرض کر لیے، انھیں دھو دیا، یعنی مٹا دیا تو ں باقی رہا جو لا (نہیں) کی شکل ہے۔

تم جانتے ہو وہ نقطہ کون سا ہے؟ وہ نقطہ مومن کا دل ہے اور وہ دو خط معاد (آخرت) اور معاش (دنیا) ہیں یعنی مومن کا قلب معاد اور معاش (دنیا و آخرت) کا جامع ہے۔ اگر تم معاد چاہتے ہو تو وہ بھی وہاں (قلب میں) موجود ہے اور معاش کی طلب ہے تو وہ بھی اُسی سے طلب کرو دوسری جگہ جانے کی احتیاج نہیں۔

نظام الدین گنجوی سے سنو :

"جب تم اپنی ہی ران سے کباب کھانا چاہو تو میں سورج کی طرح دریوزہ گری کے لیے کیوں چکر لگاؤں۔"

افسوس صد افسوس مومن کی قدر کوئی نہیں جانتا۔ جس کا مولیٰ ہوگیا اس کا سب کچھ ہو گیا۔

مولیٰ کون ہے؟ جو تمھیں آزاد کرے اور تمھارے پیروں سے غلامی کی زنجیریں کاٹ ڈالے۔

اے عزیز! حدیث "اُطلبوا العلم ولو بالصین" (علم حاصل کرو خواہ چین میں ہو) سے تم نے کیا جانا؟ غالباً چین، ماچین یا شیر کا جبڑا سمجھا ہو گا۔ کان دھر کر سنو۔ صین دراصل کثرت ہے اس سے وحدت طلب کرو۔ کیونکہ وہ کثرت چین ماچین سے بہت بعید اور دندانِ شیر سے زیادہ سخت ہے۔ یعنی کثرت ایک ایسا انوکھا طلسم ہے جو پوشیدہ خزانے پر رکھا ہوا ہے، بے پایاں اُعجوبہ ہے اور اس سے وحدت کو دیکھنا دندانِ شیر سے زیادہ سخت ہے۔ ہرچند وحدت و کثرت دونوں اعتباری ہیں، حق جل و علا ان دونوں سے بلند و بالا ہے۔ وہ تو جیسا ہے، ہے۔

کثرت اور وحدت تو میرا اعتبار ہیں
ورنہ میرے یار کا جلوہ ہر جگہ ظاہر ہے

لیکن کثرت میں وحدت کو دیکھنا یہ عارفوں کا کام ہے یعنی حق کو حقیقتِ انسانی کے ساتھ جو سب اعتبارات کی جامع ہے اور تمام صفات کو حاوی ہے۔ اگر میں صاف صاف کہوں تو رازداں نہیں رہوں گا اور یہ بھی ڈرتا ہوں کہ لڑکے سودائی کو اکیلا نہیں چھوڑتے، ہو سکتا ہے اسے سنگسار کر ڈالیں۔

اے عزیز! تمھارا یہ علم جو اس کے ذریعے سے ہے کہ ہر چیز کو علاحدہ علاحدہ معلوم کرلیتے ہو اور تمھارا یقین کثرتِ حواس کی موافقت کی وجہ سے ہے کیونکہ حواس سب ایک جیسے ہی ہیں جب حق جل وعلا اپنا فضل فرماتا ہے تو اِنھیں حواسوں کی وضع دوسری ہوجاتی ہے۔ حقیقت حال بن جاتی ہے اور مبدأ (حقیقت ازلی) کا کشف ہونے لگتا ہے۔ اُس وقت دریافت ہوتا ہے کہ جو کچھ نظر آتا ہے اور جو کچھ کان سنتے ہیں اور ذائقہ جس کی لذت اٹھاتا ہۓ اور قوت شامّہ جس چیز کو سونگھتی ہے اور قوتِ لامسہ چھوکر دریافت کرتی ہے وہ سب "حق" ہے اور وجودِ بحت (خالص اور محض وجود) ہے جو اعتبارات پر قائم ہے اور اعتبارات عدم محض ہیں کیونکہ وہ سب حواس کی پیداوار ہیں۔

اگر تم آدم زادے ہو تو اس کی طرح ہو بیٹھو
تمام ذرّیات کو اپنے (وجود کے) اندر دیکھو
خُم میں کیا ہے جو سمندر میں نہیں
گھر میں کیا ہے جو شہر میں نہیں
یہ دنیا ایک خُم ہے اور دل ایک نہر کی طرح ہے
یہ دنیا ایک حجرہ ہے اور دل ایک عجیب شہر ہے

کیا تم نے العلمُ حجابُ اکبر (علم بڑا حجاب ہے) نہیں پڑھا؟ پس جان لو کہ علم سے مراد اللہ کا علم ہے یعنی علم حق حجاب ہے۔ بندے اور مولیٰ کے درمیان۔ تمھیں اس حجاب کو دور کرنا چاہیئے تم خود "معلوم" بن جاو تاکہ حجاب اٹھ جائے۔

علم حق صوفی کے علم میں گم ہوجاتا ہے
یہ بات لوگوں کو کیسے باور ہوسکتی ہے

یعنی جب تم "بے خود" ہوگئے، تو تم "وہ" بن گئے، للٰذا تم سب کچھ ہوگئے جیسے قطرہ دریا میں چلا گیا تو دریا ہوگیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جس نے اللہ کو پہچان لیا وہ کہتا نہیں اور جو اللہ کہتا ہے اس نے اللہ کو پہچانا نہیں۔
اب تھوڑا سا "عشق" کے بارے میں سنو۔ عشق ایک آگ ہے جو ماسوا

(غیر حق) کو جلا ڈالتی ہے۔ میں تو حیران ہوں کہ سوائے اللہ کے کون سی چیز اور ہے جسے عشق پھونک دیتا ہے۔ وحدت کی راہ میں نہ کفر ہے نہ دین ہے۔ اپنے (وجود) سے ایک قدم باہر رکھو' راستہ دیکھ لو۔

اے جانِ جہاں تم اسلام کا راستہ اختیار کرو' کالے سانپ کے ساتھ بیٹھ جاؤ' اپنے ساتھ مت بیٹھو۔ لہٰذا عشق اسی خودی اور پندار کو جو دوئی سے پیدا ہوتا ہے' پھونک ڈالتا ہے۔

"اور کہہ دیجیے کہ حق آگیا اور باطل پسپا ہو گیا' باطل کو تو پسپا ہونا ہی تھا۔" (۱)

اسی کی طرف اشارہ ہے۔

جس دل میں عشق ڈیرہ جمالیتا ہے
اس کی خودی کے ظرف کو توڑ ڈالتا ہے

لہٰذا جب عشق کی آگ سے ماسویٰ اللہ (غیر حق) جو خودی ہے بھسم ہو جاتی ہے تو "نور پر نور۔ اللہ زمین اور آسمانوں کا نور ہے اس کے نور کی مثال فانوس کی سی ہے جس میں چراغ روشن ہو اور وہ چراغ ایک شیشے میں ہے' وہ شیشہ گویا ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے' وہ روشن ہے۔ زیتون کے مبارک درخت (کے روغن سے) جو نہ شرقی ہے نہ غربی ہے۔ قریب ہے کہ اس کا روغن روشن ہو جائے چاہے اسے آگ نے چھوا بھی نہ ہو۔ یہ نور بالائے نور ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنے نور کی طرف رہنمائی کر دیتا ہے۔ (۲)

پڑھنا چاہیے۔

یہ سعادت زور بازو سے نہیں ملتی جب تک اللہ نہ عطا کرے۔

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے نور سے لطیف نورانی پردوں میں ظاہر ہے' کوئی حجاب اور کوئی طلسم درمیان میں نہیں' اللہ تعالیٰ نے جو امانت تمھیں عطا

---

(۱) سورۃ الاسراء : ۸۱
(۲) سورۃ النور آیت ۳۵

فرمائی ہے وہ "عشق" ہے۔

"ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا' انھوں نے اس (امانت) کو اٹھانے سے انکار کردیا اور اس (کی ذمہ داری) سے ڈر گئے' مگر انسان نے اسے اٹھالیا' وہ یقیناً بہت ظالم اور جاہل تھا۔" (۱)

اِنّ قطعیت کے لیے ہے اور ظلُوم و جہُول انسان کی مدح ہے جو رد قدح (تکرار) میں واقع ہوئی کہ اس نے اپنے کمال سے دست بردار ہوکر' اپنے وجود کو فراموش کردیا۔

اے عزیز۔ خودی اور پندار عجیب بلا ہے کہ یہ سارا عالم اسی کا پیدا کیا ہوا ہے اور عجیب طلسم ہے کہ جس کے بغیر گزارا نہیں' لہٰذا باخود ہونا اور بے خود ہونا دونوں منظور ہیں۔

کبھی بے خود ہونا چاہیے کبھی باخود رہنا چاہیے
تاکہ تجھے اسرار (الٰہی) نظر آتے رہیں

مجذوبِ شیرازی کی بات بھی سنو :

میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ سارے سال مے پرستی کیا کرو۔ تین مہینے شراب پیو' نو مہینے پارسا رہو۔ (۲)

یعنی مرتبہ ناسوت و ملکوت و جبروت میں اپنے ساتھ (خودی میں) رہو اور جب مرتبہ لاہوت میں پہنچ جاؤ تو بے خود ہو جاؤ اور مست رہو۔ ایسے کہ کسی کی کچھ خبر نہ رہے' یہی اس شعر کا مطلب ہے

دریائے شہود سے جب "لا" کا نہنگ (مگرمچھ) سر نکالتا ہے تو نوح (علیہ السلام) پر بھی عین طوفان کی حالت میں تیمّم فرض ہو جاتا ہے۔

خوب واضح ہوگیا کہ عین استغراقِ حق (مشاہدہَ ذات حق کے درمیان) میں

---

(۱) سورۃ الاحزاب آیت ۷۲

(۲) دیوان حافظ (مطبع نامی کانپور) ص ۲۰۸

بھی خلق پر نظر رکھنا فرض ہے اور حدیث : ''نکاح میری سنت ہے، جس نے میری سنت سے روگردانی کی وہ مجھ سے (میری امت) نہیں۔'' اسی پر محمول ہے یعنی عین وحدت میں ملاحظہ کثرت سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اس لیے کہ نکاح کا مطلب ہے ازدواج (شادی کرنا، جوڑا بنانا) اور ہندی عارف کا کلام اسی معنی پر گواہ ہے۔

کبیرا بل جیئے وے پُرکھ کے جو ماتے مَسجد جائے

(اے کبیر اس شخص پر قربان ہو جایئے جو مردہ ہوتے ہوئے بھی مسجد کو جاتا ہے، عبادت کرتا ہے)۔

پس اے عزیز، ہمیشہ اپنے حضور میں رہو، وحدت اور کثرت دونوں کا مشاہدہ اپنی ذات میں کرو اور خود کو درمیان سے نکال دو۔

عاشق اور معشوق کے درمیان کوئی حائل نہیں
اے حافظ تم خود ہی اپنا حجاب ہو، تم درمیان سے اٹھ جاؤ (۱)

حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ فرماتے ہیں :

نہ وہ اشارہ قبول کرتا ہے نہ ظاہر ہے
نہ کسی کو اس کا علم ہے نہ اس کا کوئی نشان ہے
تم اپنے آپ سے گم ہو جاؤ کمال تو بس یہ ہے
تم ہرگز موجود نہ رہو بس یہی وصال ہے

تاکہ خدا کو خدا دیکھے، اور خدا کو خدا سنے، چھوئے، لذت حاصل کرے، یعنی حواس بدل جائیں گے اور ''جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا'' (۲) تمھارا حال ہو جائے گا۔

خدا شناسی اور عرفان کے معنی تم پر روشن ہو جائیں گے، یہ نہیں کہ خدا کو

---

(۱) دیوان حافظ (مطبع نامی کانپور) ص ۱۹۹

(۲) حدیثِ نبوی کے متداول مجموعوں میں یہ حدیث نہیں ملتی۔

ایک نقطہ اوپر نیچے کرنے سے جدا کردو اور گمراہی کے غار میں جا پڑو۔

اللہ اللہ۔ میرے ہوش کہاں چلے گئے؟ جب تک گمراہی اور ہدایت' جہالت اور عرفان کی جامعیت مرتبہ تشبیہ میں صورت پذیر نہیں ہوتی اور مرتبہ تنزیہہ میں ان سب سے فارغ البال ہو کر جلوہ گر نہیں ہوتی' خدا کو پہچاننا ممکن نہیں۔

ایک عارف نے صحرا میں ایک ٹوپی دیکھی جس پر لکھا تھا "خسَر الدّنیا والآخِرۃ"(۱)

(یہ دنیا اور آخرت میں گھاٹے میں رہا) اسے چند بار بوسہ دیا اور فرمایا کہ یہ کسی عارف کی کلاہ ہے جس نے یاد خدا میں دین اور دنیا دونوں کو برباد کر دیا تھا۔

پس اے برادر طالب حق کو نہ کچھ دین سے کام ہے نہ دنیا سے یارانہ ہے۔ نہ اسے عرفان کا شعور ہے' نہ وہ جہل سے نفور ہے' نہ اسے گمراہی کا اندیشہ ہے' نہ ہدایت اُس کا پیشہ ہے۔ ؎

سالک کے سامنے جو کچھ آئے اُسی میں اُس کی بھلائی ہے

یعنی مرتبہ ذات میں نہ ہدایت ہے' نہ گمراہی ہے' نہ عرفان ہے' نہ جہل ہے' نہ دین ہے' نہ دنیا ہے' بس جو کچھ ہے اللہ ہے اور مرتبۂ صفات یعنی یہ سارے مراتب ہیں۔ جب تک دیکھنے والی آنکھ' سننے والے کان اور سمجھنے والا دل کسی کو نہ دیں' یہ باتیں اس کے آئینہ دل میں اپنا عکس نہیں ڈال سکتیں۔ یہ محض اللہ کا فضل ہے اور وہ جسے چاہتا ہے اسے عطا کرتا ہے۔(۲)

اگر ہما کسی پر اپنا سایہ ڈال دیتا ہے

تو ایک بے مایہ مفلس بھی بادشاہ بن جاتا ہے

اے عزیز تم نہیں جانتے کہ شریعت کیا ہے۔ جان لو کہ شریعت ادب ہے کہ مرتبہ اُلوہیّت کے باوجود ایک لمحہ اور لحظہ کے لیے بھی آئین بندگی میں کوئی

---

(۱) سورۃ الحج آیت ۱۱

(۲) سورۃ الجمعہ آیت ۴

فروگذاشت نہ ہو۔ اگرچہ یقین ہے کہ دیوانے کی باتوں کا کوئی بھی اعتبار نہ کرے گا، مگر وہ تو جو کچھ کہتا ہے حق ہی کہتا ہے :

اے حافظ اگرچہ گناہ ہمارے اختیار سے نہ تھا
مگر تم ادب کا طریقہ اختیار کرو اور کہو کہ میرا گناہ ہے(۱)

نبی صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا ہے: "میں بے میم کا احمد ہوں"(۲) بے میم سے مراد ما و من (خودی) کا تفرقہ ہے۔ سب کچھ ما (ہم) ہیں اور جمیع اشیاء ہمارے اندر ہیں۔ زہے وہ ذات شریف جس نے مرتبہ جامعیت کو جو دراصل ولایت ہے اعلیٰ ترین مراتب تک پہنچادیا اور مرتبہ نبوت کو جس سے مراد اعتبارات کا انتظام ہے، اس حد کو پہنچایا کہ وہ تشبیہ اور تنزیہہ دونوں کا جامع ہوگیا اور اسی راہ سے خاتم النبیین ہوا۔ صلی اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ و سلم۔

تقدیر نے ایک ناقہ (اونٹنی) پر دو محمل لگادیے
تمھارے حدوث کی سلمیٰ اور اپنے قدم (قدامت) کی لیلیٰ کے لیے(۳)

یعنی ذات شریف وجود کے اعتبار سے قدیم، اور اپنے ظہور کے اعتبار سے حادث ہے جو (حدوث) تمام مخلوقات کی علّت ہے۔ "اے نبی اگر آپ نہ ہوتے تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔"(۴)

لہٰذا جو کچھ بھی جہان میں ہے وہ حقیقت محمدی کی بدولت ہے جسے "وجود بحت" کہتے ہیں اور وہ اوج انسان کا کمال ہے۔ ہر کلام جو کسی بھی زبان سے ہے وہ لبِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و سلم سے ہے یہی اس شعر کا مفہوم ہے۔

اگرچہ قرآن لب پیغمبر سے ہے، مگر جو یہ کہے کہ حق نے یہ نہیں کہا ہے وہ

---

(۱) دیوان حافظ (مطبع نامی کانپور) ص ۲۹
(۲) یہ حدیث، احادیث نبوی کے کسی مجموعے میں نہیں ملتی۔
(۳) قصائد عرفی (مطبع نو لکشور لکھنؤ) ص ۵
(۴) محمد علی الشوکانی نے کتاب الآلی المصنوعہ میں اسے موضوعات میں شمار کیا ہے

کافر ہے۔

خوب واضح ہوگیا کہ زبان پیغمبر زبان حق ہے' ان معنوں میں نہیں کہ خدا کی "زبان" ہے۔ معاذاللہ۔ بلکہ ان معنوں میں کہ زبانِ پیغمبر زبانِ خدا ہے' یعنی مرتبہ تنزیہہ میں وہ ذات ہے اور مرتبہ تشبیہ میں زبان ہے۔ اسی طرح سننا' دیکھنا' علم' قدرت وغیرہ۔

خبردار۔ ہرچند زبان کو روکے رکھنا ملحوظ ہے مگر سودا کے جوش میں مدہوش ہوجاتا ہوں اور مناسب ونامناسب باتیں زبان پر آنے لگتی ہیں۔ کیا کیا جائے بے اختیاری کا عالم ہے جسے اختیار سے تعبیر کیا جاتا ہے اگرچہ اختیار اور بے اختیاری دونوں اعتباری تفرقے ہیں کہ خودی کی نسبت سے بے اختیار اور خدا کی نسبت سے اختیار ہے۔ چنانچہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے : "تمھارے لیے صدقہ ہے ہمارے لیے ہدیہ ہے" (۱)

یہ بھی ظاہر ہے کہ وجود ایک ہے اگر اس کی نسبت خدا کی طرف کریں تو اللہ ہے اور خودی کی طرف نسبت کی جائے تو عبد (بندہ) ہے یہاں کہنے والے اور کرنے والے کا برابر ہونا اچھی طرح ظاہر ہوجاتا ہے۔ "اور تم نے جب تیر پھینکا تو تم نے تیر نہیں پھینکا بلکہ اللہ نے تیر پھینکا" (۲) اور "وہ نہیں ہے مگر تم جیسا انسان" (۳) اسی بات کی آگاہی دیتے ہیں۔

کبھی میں بلند چوٹی پر بیٹھا ہوتا ہوں
کبھی اپنی پشت پا کو بھی نہیں دیکھ سکتا (۴)

جب محفل میں مے کشی کا دور چل رہا ہو' ایک دو ساغر پیو اور چلے جاؤ یعنی

---

(۱) یہ حدیث بخاری' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ' الموطاء اور مسند احمد بن حنبل میں وارد ہے اور الفاظ حدیث اس طرح ہیں : هوعليه صدقه وهولنا هدية.....

(۲) سورۃ الانفال آیتہ ۱۷ (۳) سورۃ المومنون آیتہ ۲۴

(۴) گلستان از شیخ سعدی

زیادہ طمع مت کرو اور مدام (شراب) کا خیال ہمیشہ رکھو۔

اے برادر۔ ایزد متعال (اللہ) نے حضرت انسان کو اس کی استعداد کے مطابق سب صفات کی جامعیت عطا کی ہے اور اسی لیے اسے اپنا خلیفہ کہا ہے۔ انسان (پیغمبرؐ) کا نام "مظہرِ کل" اور "مظہر اُتم" اسی سبب سے ہے کہ انھوں نے عرش سے فرش تک سب پیمایش کرلی پھر بھی اپنے وجود میں موجود رہے اگر انسان صفت ہدایت میں کوشش کرے تو وہ ھادی ہے' قہر اور گمراہی میں جوش مارے تو وہی قہّار اور مُضلّ ہے، علم میں عالم ہے، جہل میں جاہل ہے' عرفان میں عارف ہے' نبوت میں نبی ہے ولایت میں ولی ہے' اختیار میں مختار ہے' جبر میں مجبور ہے' عبادت میں عابد ہے' بت پرستی میں بت پرست ہے' اسی طرح ہر مظہر میں اور ہر صفت میں جو بھی فرض کرو انسان میں موجود ہے۔ اسی سبب سے وہ فرشتوں کا مسجود ہوا۔

بالفرض اگر سودائی کو اجازت دیں تو وہ کہے گا کہ اُلوہیّت میں (انسان) اللہ ہے مگر میں ڈرتا ہوں کہ دشمن پیچھے لگے ہوئے ہیں اور راز کا ظاہر کرنا اچھا نہیں بہت برا ہے۔ مولوی معنوی فرماتے ہیں :

دو مت جانو' دو مت کہو' دو کو مت پکارو
بندے کو اپنے آقا کی ذات میں گم سمجھو

اور کسی ہندی نے کہا ہے :

نج سمجھو تو ایک نہ دووَ   سائیں سیوک بھید نہ کووَ
(تم سمجھو تو ایک ہی ہے دو نہیں ہیں' آقا اور غلام میں کوئی فرق نہیں)
اگرچہ اعتبارِ رحمانی میں تم بندے ہو اور یزداں کے راز دار ہو
مگر (اللہ میں اور تم میں) اس اعتبار کے سوا اور کوئی فرق نہیں

خلاصہ یہ ہے کہ مرتبہ شہود میں ایک وجود نظر آتا ہے اسے چاہے تم اللہ کہو یا پیغمبر کہو' پیر کہو' یا مرید کہو۔ اللہ اللہ' سبحان اللہ۔ وحدت الوجود کے یہی معنی ہیں اگر اس سے بھی اوپر اٹھ کر دیکھو جو خاص الخاص لوگوں کا مرتبہ ہے تو سب ہیچ ہے

جسے فنائے فنا کہتے ہیں اور عمی (نظر نہ آنا) جو ایک باریک بدلی ہے وہ یہی انسان ہے کہ اس پردے پر اللہ اللہ کو دیکھتا ہے۔ اور جب تم نے جان لیا کہ ایک وجود (واجب) کے سوا سب کچھ وہم وخیال اور عدمِ محض' سراب کی طرح ہے تو (اس کے بعد) اگر اس وجود کو ملاحظہ کرو اور (سارے) عدمیات تمھاری بصیرت کی نگاہ سے معدوم ہو جائیں' تو گویا قیامت برپا ہو گئی "نباء عظیم" (بڑی خبر) اسی کو کہا گیا ہے۔ **کَلَّا سَیَعۡلَمُوۡنَ ثُمَّ کَلَّا سَیَعۡلَمُوۡنَ**(۱)

(یقیناً وہ جلد جانیں گے' پھر یقیناً وہ جلد جانیں گے)

پھر دوسرے لحاظ سے جب تم سارے اعتبارات کو دیکھو تو گویا حشر برپا ہو گیا چنانچہ عارفوں پر ہمیشہ یہ حالات طاری ہوتے ہیں لیکن چونکہ تم اس درّے (مقام) تک نہیں پہنچ سکتے تو جو حقیقت ہے وہ (اپنے اصلی روپ میں) تم پر ظاہر نہیں ہو سکتی۔ لازم ہے کہ اپنے افکار واشغال سے خود کو ایسا بے خود بنالو کہ تم "باخود" ہو جاؤ کہ تمھارے سوا دوسرا کوئی موجود نہیں

جب میں نے حقیقت کو دیکھا تو وہ ایک خیال بھی نہیں تھی
عاشق اور معشوق تو میں ہی تھا' دیکھو یہ داستان ہے !

اور اذکار کا طریقہ پیغمبر سے سنو : نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :
سب سے افضل ذکر تو **لا الہ الا اللہ** ہے (۲) یعنی عالم کی نفی کرو اور اللہ کا اثبات کرو اور جب عالم کی نفی ہو جائے تو **الا اللہ** سے شغل رکھو پھر جب "لا" اور اِلاّ دونوں درمیان سے نکل جائیں تو اللہ اللہ پڑھو' جب بندے اور رب کا فرق بھی مٹ جائے تو "ہائے وہو" مت کرو بس تمھارا کام ختم ہو گیا۔

ذکر چلا گیا' مذکور آگیا' اندھیرا گیا' سراسر روشنی ہو گئی

اس کا یہی مطلب ہے اور حضرت رحمٰن کے صدقے سے اتنی بات تو دیکھی بھالی (مشہود) ہے۔ اس رسالے کا نام بھی عالمِ غیب سے "**یَقۡظَۃُ النَّآئِمِیۡن**" ہے۔ اور اللہ ہی ہدایت دینے والا ہے اسی کی طرف لوٹنا ہے اور اسی سے چیزوں کی ابتدا ہے۔ فقط۔

---

(۱) سورۃ النباء آیۃ ۵-۶ (۲) ابن ماجہ (کتاب الادب) ص ۵۵

RAMPUR RAZA LIBRARY PUBLICATIONS

Title of the Book	:	RESALA YAQZAT AL-NA' IMEEN *(Persian Text)*
Author	:	Hazrat Shah Hamid Hargami
Edited By	:	Prof. Nisar Ahmed Faruqi
Published By	:	Dr. W.H. Siddiqi (Former Director of Archaeological Survey of India) Officer On Special Duty Rampur Raza Library
Year	:	1997
Printer	:	Diamond Printers, Delhi
Price	:	Rs. 80/- or $8/- or £5/-

RESALA

YAQZAT AL-NA'IMEEN

(Persian Text)

By

HAZRAT SHAH HAMID HARGAMI

(d 1118AH/1706 AD)

Edited By

Prof. Nisar Ahmed Faruqi

Department of Arabic

Delhi University

1997

RAMPUR RAZA LIBRARY

RAMPUR 244901 (U.P)

INDIA

RESALA

YAQZAT AL-NA'IMEEN

(Persian Text)

By

HAZRAT SHAH HAMID HARGAMI

(d 1118AH/1706 AD)

Edited By

Prof. Nisar Ahmed Faruqi

Department of Arabic

Delhi University

1997

RAMPUR RAZA LIBRARY

RAMPUR 244901 (U.P)

INDIA